REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ   نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ   وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23.

جلد ۳۹   شمارہ ۴۸

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- عبدالحق فضل

نائب:- قریشی محمد فضل اللہ

شرح چندہ
سالانہ ۶۰ روپے
ششماہی ۳۰ روپے
ممالکِ غیر بذریعہ بحری ڈاک ۲۵۰ روپے
فی پرچہ ایک روپیہ ۲۵ پیسے۔

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

ہفت روزہ بدر قادیان - ۱۴۳۵۱۶

۱۸ جمادی الاول ۱۴۱۱ ہجری   ۶ فتح ۱۳۶۹ ہش   ۶ دسمبر ۱۹۹۰ء

بفضل اللہ تعالیٰ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ۔
احبابِ کرام حضور انور کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر، خصوصی حفاظت اور مقاصدِ عالیہ میں معجزانہ فائز المرامی کے لئے تواتر کے ساتھ دعائیں جاری رکھیں۔

جلسہ سالانہ کی عظمت و اہمیت کے متعلق سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاداتِ عالیہ

اس جلسہ کو معمولی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائیدِ حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے

قادیان دارالامان میں جماعتِ احمدیہ کا ننانوے واں (۹۹) جلسہ سالانہ جو احمدیت کی دوسری صدی کا دوسرا جلسہ سالانہ ہے ۲۶-۲۷-۲۸ فتح (دسمبر) ۱۳۶۹ہش ۱۹۹۰ء کی تاریخوں میں منعقد ہو رہا ہے۔ احبابِ جماعت پہلے سے زیادہ جوش اور جذبہ کے ساتھ اس خالص روحانی اجتماع میں شرکت کے لئے سلسلہ احمدیہ کے دائمی مرکز قادیان میں پہنچنے کی کوشش فرمائیں۔ یہ جلسہ جو عظیم برکات اپنے اندر رکھتا ہے، اس کے متعلق سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

"لازم ہے کہ اس جلسہ پر جو کئی بابرکت مصالح پر مشتمل ہے ہر ایک ایسے صاحب ضرور تشریف لائیں جو زادِ راہ کی استطاعت رکھتے ہوں اور اپنا سرمائی بستر لحاف وغیرہ بھی بقدرِ ضرورت ساتھ لاویں۔ اور اللہ اور اس کے رسولؐ کی راہ میں ادنیٰ ادنیٰ حرجوں کی پرواہ نہ کریں۔ خدا تعالیٰ مخلصوں کو ہر قدم پر ثواب دیتا ہے اور اس کی راہ میں کوئی صعوبت ضائع نہیں جاتی۔

اور مکرر لکھا جاتا ہے کہ اس جلسہ کو معمولی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائیدِ حق اور اعلائے کلمۂ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔
بالآخر میں دعا کرتا ہوں کہ ہر ایک صاحب جو اس للّٰہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں، خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو اور ان کو اجرِ عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کر دے اور ان کے ہمّ و غم دور فرمائے اور ان کو ہر ایک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور ان کی مرادات کی راہ ان پر کھول دے۔ اور روزِ آخرت میں اپنے ان بندوں کے ساتھ ان کو اٹھاوے جن پر اس کا فضل اور رحم ہے اور تا اختتامِ سفر ان کے بعد ان کا خلیفہ ہو۔
اے خدا اے ذوالمجد والعطاء اور رحیم اور مشکل کشا! یہ تمام دعائیں قبول کر اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما۔ ہر ایک قوت اور ہر ایک طاقت تجھ ہی کو ہے۔ اٰمین ثم اٰمین۔"

جلسہ سالانہ قادیان ۲۶، ۲۷، ۲۸ فتح (دسمبر) ۱۳۶۹ہش ۱۹۹۰ء کی تاریخوں میں منعقد ہوگا!!
(ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

پرنٹر و پبلشر نے فضلِ عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر:- نگران بورڈ بدر قادیان۔

اظہارِ معذرت

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کی ایک تازہ نظم بدر مجریہ ۱۱ر اکتوبر ۱۹۹۰ء کے صفحہ اول پر شائع ہوئی ہے۔ اس میں بعض نہایت افسوسناک غلطیاں ہوئی ہیں۔ مثلاً :-

(۱)۔ تیسرے شعر کے دوسرے مصرعے کے شروع میں ہی "اِک یاد" کی بجائے "ان یادوں" لکھا گیا ہے۔

(۲)۔ چھٹے شعر کا پہلا لفظ "مرے" ہے جو غلطی سے "میرے" لکھا گیا ہے (دو نقطے زائد ڈالے گئے ہیں)

(۳)۔ گیارھویں شعر کے پہلے مصرعے کا تیسرا لفظ "ترا" ہے جو غلطی سے "تیرا" لکھا گیا ہے (دو نقطے زائد ہیں)

(۴)۔ تیرھویں شعر کے پہلے مصرعے کا چھٹا لفظ "کے" نہیں لکھا گیا اور دوسرے مصرعے کا چھٹا لفظ "سے" بھی کتابت نہیں ہوا۔

یہ سب افسوسناک غلطیاں ہوئی ہیں۔ کیونکہ طباعت شعری میں نقاط کی کمی بیشی یا کسرہ اضافت کی کمی بیشی شعر کے وزن و لطافت کو نامناسب حد تک متاثر کرتی ہیں۔ چہ جائیکہ بعض الفاظ ہی غائب ہوں جیسا کہ حضور انور کی اس نظم میں ہوا ہے جس کی وجہ سے شعری لطافت و نزاکت متاثر ہونے کے ساتھ ساتھ شعر کا دقیق مفہوم ہی بگڑ جاتا ہے۔

اب تک اس سلسلہ میں جو غفلت ہوئی ہے اس کے لئے راقم الحروف حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے عاجزانہ معافی کا خواستگار ہے۔ آئندہ دوسرے متعدد راستوں کو اختیار کرتے ہوئے انشاء اللہ تعالیٰ حضور انور کی نظموں کی پروف ریڈنگ بھی ایڈیٹر خود کیا کرے گا۔

مذکورہ نظم دوبارہ شائع کی جارہی ہے۔ اس سلسلہ میں محترم پرائیویٹ سیکرٹری صاحب حضور انور ایدہ اللہ تعالےٰ کا موصولہ مکتوب گرامی کا متعلقہ حصہ درج ذیل ہے :-

(ایڈیٹر)

مکرم ایڈیٹر صاحب بدر ـ قادیان

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

بدر کے ایک شمارہ میں حضور انور کی جلسہ سالانہ یو کے والی نظموں میں سے ایک نظم شائع ہوئی ہے۔ اسے دیکھ کر حضور انور نے فرمایا ہے کہ

"سمجھ نہیں آتی کہ باقی نظمیں تو ٹھیک شائع کر لیتے ہیں لیکن میری نظموں میں بار بار اور متعدد غلطیاں کرنے پر اصرار کیوں ہے۔ اس نظم میں کہیں "میرے" کو "مرے" بنایا ہوا ہے اور کہیں لفظ چھوڑے ہوئے ہیں کہیں نقطے زائد کئے گئے ہیں۔ ہر قسم کی امکانی غلطی کی گئی ہے۔ آئندہ سے ہرگز میری نظم شائع نہ کیا کریں جب تک کہ پرائیویٹ سیکرٹری سے تحریری اجازت نہ لے لیا کریں۔"

والسلام خاکسار نصیر احمد قمر

ولادت

مکرم مولوی محمد عبداللہ صاحب درویش قادیان تحریر فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے خاکسار (۱) کی بڑی بیٹی عزیزہ عائشہ صدیقہ اہلیہ سید بشیر احمد صاحب ڈنمارک کو مورخہ ۷ر نومبر ۱۹۹۰ء کو دوسرا بیٹا عطا فرمایا ہے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت بچے کا نام "سید احسان احمد" تجویز فرمایا ہے۔ بچہ تحریکِ وقفِ نو کے تحت وقف ہے ـــــ (۲) خاکسار کے بیٹے عزیز حمید احمد ناصر کو مورخہ ۱۴ر اگست ۱۹۹۰ء کو تیسرا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ اس بچے کا نام بھی حضور انور ہی نے ازراہِ شفقت و نوازش "سعید احمد" تجویز فرمایا ہے۔ (۳) خاکسار کے بیٹے عزیزم عزیز احمد طاہر کو مورخہ ۹ر اکتوبر ۱۹۹۰ء کو پہلا بیٹا عطا فرمایا ہے۔ یہ بچہ بھی تحریکِ وقفِ نو کے تحت وقف کے لئے پیش کیا گیا ہے۔ نام "ولید احمد طاہر" تجویز ہوا ہے ـــــ ہر سہ عزیزان کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر، نیک صالح، خادم دین بننے کے لئے احباب جماعت کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے۔ خصوصاً نواسے سید احسان احمد کیلئے کیونکہ ولادت قبل از وقت ہوگئی ہے۔ اس لئے بچہ ہسپتال میں کچھ عرصہ INCOBATOR میں رہے گا۔

خاکسار خود بھی بوجہ ضعیف العمری، سانس کی تکلیف اور آنکھ کی بینائی متاثر ہونے سے علیل ہے گذشتہ سال دائیں آنکھ کا اپریشن ہوا تھا۔ جتنی نظر بنی وہ بھی قائم نہیں رہی بائیں آنکھ میں بھی موتیا اتر آیا ہے لکھنے پڑھنے سے معذور ہوں۔ آئندہ ماہ آنکھ کے اپریشن اور چیک اپ کے لئے جانا ہے مزید ہائی بلڈ پریشر کی تکلیف ہے۔ شفایابی کے لئے احباب جماعت کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے۔ ساٹھ روپے اعانت بدر اور شکرانہ فنڈ میں ادا کئے گئے۔ جزاہ اللہ تعالیٰ (ادارہ)

کوئی احمدیوں کے امام سے بڑھکر کیا دنیا میں غنی ہوگا
سچے دل اُس کی دولت ہیں اخلاص اُس کا سرمایہ ہے

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا تازہ کلام

۱- یہ دِل نے کس کو یاد کیا۔ سپنوں میں یہ کون آیا ہے
جس سے سپنے جاگ اُٹھے ہیں۔ خوابوں نے نور کمایا ہے

۲- گُل بوٹوں کلیوں پتّوں سے۔ کانٹوں سے خوشبو آنے لگی
اِک عنبر بار تصوّر نے یادوں کا چمن مہکایا ہے

۳- گُل رنگ شفق کے پیراہن میں۔ قوسِ قزح کی پینگوں پر
اِک یاد کو جھولے دے دے کر۔ پینگے نے دِل بہلایا ہے

۴- دیکھیں تو سہی دن کیسے کیسے حُسن کے روپ میں ڈھلتا ہے
بدلی نے شفق کے چہرے پر کالا گیسو بکھرایا ہے

۵- جس رُخ دیکھیں ہر من موہن تیرا مُنہ ہی تکتا ہے
ہر مُحسن نے تیرے حُسن کا ہی احسان اُٹھایا ہے

۶- مرے دِل کے اُفق پر لاکھوں چاند ستارے روشن ہیں لیکن
جو ڈوب چکے ہیں اُن کی یادوں نے منظر دھندلایا ہے

۷- جب مالی داغِ جُدائی دے۔ مُرجھا جاتے ہیں گُل بوٹے
دیکھیں۔ فرقت نے کیسے پھولوں سے چہروں کو کملایا ہے

۸- یہ کون ستارا ٹوٹا جس سے سب تارے بے نور ہوئے
کس چندرما نے ڈوب کے اتنے چاندوں کو گہنایا ہے

۹- کیا جلتا ہے کہ چمنیوں سے اُٹھتا ہے دھواں آہوں کی طرح
اِک درد بداماں شرمئی رُت نے سارا اُفق کجلایا ہے

۱۰- کوئی احمدیوں کے امام سے بڑھ کر۔ کیا دُنیا میں غنی ہوگا
سچے دِل اُس کی دولت ہیں۔ اخلاص اس کا سرمایہ ہے

۱۱- اے دشمنِ دیں ترا رزق فقط تکذیب کے تھوہر کا پھل ہے
شیطاں نے تجھے صحراؤں میں اِک باغِ سبز دکھایا ہے

۱۲- مَیں ہفت افلاک کا پنچھی ہوں۔ مرا نورِ نظر آکاشی ہے
تو اوندھے مُنہ چلنے والا اِک بے مرشد چوپایا ہے

۱۳- ساتھی دُکھ کے دُکھ بانٹ کے اپنا تن من دھن اپنا بیٹھے
ساتھی سُکھ کے تو پرائے سے ہیں۔ کون گیا۔ کون آیا ہے

۱۴- غفلت میں عُمر کی رات کٹی۔ دِل میلا بال سفید ہوئے
اُٹھ چلنے کی تیاری کر۔ سورج سر پر چڑھ آیا ہے

خطبۃ جمعۃ المبارک

آج میں تحریک جدید کے ستاونویں (۵۷) سال کے آغاز کا اعلان کرتا ہوں اور میں اُمید رکھتا ہوں کہ نیکی کی جو عظیم الشان روایات جماعت پیچھے چھوڑ آئی ہے جن کا بہت ہی مختصر ذکر میں نے کیا ہے:-

اِن روایات کو قائم رکھتے ہوئے تمام دُنیا کی جماعتیں اِمسال بھی قربانی کے ہر میدان میں آگے بڑھنے کی کوشش کریں گی اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۲ر نبوت (نومبر) ۱۳۶۹ ہش / ۱۹۹۰ء بمقام مسجد فضل لندن

بکرم منیر احمد جاوید صاحب مبلغ سلسلہ دفتر P.S لندن کا قلمبند کردہ یہ بصیرت افروز خطبہ جمعہ ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر ہدیۂ قارئین کررہا ہے ——— (ایڈیٹر)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا :-

آج سے تقریباً ۵۶ برس پہلے کی بات ہے کہ اکتوبر کے مہینے کے آخر پر حضرت اقدس مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پہلی بار تحریک جدید کا اعلان فرمایا۔ ۱۹ر اکتوبر کے خطبے میں آپ نے یہ ذکر فرمایا کہ یہاں ایک بہت بڑی احرار کانفرنس ہونے والی ہے۔ یہ احرار کانفرنس اس غرض سے قادیان میں منعقد کی جارہی تھی کہ ایسے منصوبے بنائے جائیں کہ قادیان سے ہی نہیں، تمام دنیا سے یا تمام دنیا سے ہی نہیں قادیان سے بھی جماعت احمدیہ کو یکسر مٹا دیا جائے اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دُنیا بھر میں کوئی بھی نام لیوا نہ رہے اور اسی قسم کے بلند بانگ دعاوی اس کانفرنس میں کئے گئے اور یہ اعلان کئے گئے کہ ہم اِس بستی قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجادیں گے اور احمدیت کا نام و نشان دنیا سے اِس طرح محو ہوجائے گا کہ اگلی نسل تک کسی کو یاد بھی نہیں رہے گا کہ احمدیت نام کی کوئی چیز تھی بھی کہ نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ کانفرنس دو دن تک شروع ہونے والی ہے یعنی ۲۱ر تاریخ کو اور میں اس کانفرنس کے بعد ایک تحریک کا اعلان کروں گا جو اپنے نتائج کے لحاظ سے اور اپنے اثرات کے لحاظ سے بہت ہی عظیم الشان اور بہت دُور رس نتائج کی حامل تحریک ہوگی مگر ذہنی طور پر میں جماعت کو تیار کرنا چاہتا ہوں کہ وہ تحریک قربانیوں کے بہت سے مطالبات کی تحریک ہے۔ جس حد تک قربانیوں کے مطالبات میں تم لوگ لبیک کہو گے اسی حد تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے بے شمار افضال نازل ہوں گے۔ پس اکتوبر کے آخر پر یا ۲۶ر اکتوبر کے خطبہ جمعہ میں یا اس کے بعد ۲ر نومبر کے خطبہ جمعہ میں آپ نے باقاعدہ تحریک جدید کا اعلان فرمایا۔ آج یہ حسن اتفاق ہے کہ ہمارے امسال کے جمعے بھی انہیں تاریخوں میں واقع ہورہے ہیں جن تاریخوں میں

۱۹۳۴ء کے جمعے

واقع ہوئے تھے۔ پس اگر وہ اعلان ۲ر نومبر کو تھا تو آج ۲ر نومبر ہے اور ۲ر نومبر ہی کو میں اس پہلی تحریک کی یاد جماعت کو دلانی چاہتا ہوں۔ وہ بہت ابتداء کے، غربت کے دن تھے جبکہ جماعت احمدیہ کو سوائے چند دوسرے ملکوں کے دُنیا میں کہیں بھی کوئی نفوذ نہیں تھا۔ اس وقت تمام دنیا میں جو چھوٹی چھوٹی بیرونی جماعتیں ابھی قائم ہوئی تھیں ان میں ایک انگلستان تھا جہاں مشن قائم ہوچکا تھا۔ یہ مسجد جس میں میں آج یہ خطبہ دے رہا ہوں اس کی تعمیر ہوچکی تھی اور اس کے علاوہ مشرقی افریقہ میں کینیا، دارالسلام، ٹانگانیکا وغیرہ میں پاکستان سے یا ہندوستان سے گئے ہوئے صحابہؓ نے جماعتیں قائم کی تھیں اور دیگر مخلصین نے، کچھ مقامی افراد بھی ہوئے لیکن بہت کم، معدودے چند۔ اسی طرح سری لنکا میں بھی خدا کے فضل سے جماعت قائم ہوچکی تھی۔ انڈونیشیا میں بھی جماعت قائم ہوچکی تھی اور عرب ممالک میں سے عدن میں اور ایک دو اور مقامات پر جماعت قائم تھی۔ تو کُل تعداد جہاں تک میں نے نظر دوڑائی ہے اس وقت بارہ تھی اور تحریک جدید کے مطالبات کو جماعت نے اس اخلاص کے ساتھ، اس قدر غیر معمولی جوش و خروش کے ساتھ قبول کیا اور وفا سے اُن پر ایک لمبے عرصے تک قائم رہے کہ یہ آج انہیں اوّلین مجاہدین کی قربانیوں کا پھل ہے جو ہم کھا رہے ہیں اور یہ وہی تحریک ہے جو اَب بڑھ کر

ایک عظیم تناور درخت

بن چکی ہے اور دُنیا کے ۱۲۴ ممالک تک اس کی شاخیں پھیل چکی ہیں اور تنے بھی لگ چکے ہیں یعنی جڑیں بھی قائم ہوچکی ہیں۔ صرف یہی نہیں کہ باہر کے ملکوں سے ایک تناور درخت کے سائے ہیں جو پھیل رہے ہیں بلکہ جہاں جہاں بھی یہ درخت یا اس کی شاخیں پہنچتی ہیں وہاں نئی جڑیں قائم ہوتی ہیں اور برگد کے درخت کا سا حال ہے جو اگر اسی طرح مسلسل چلتا رہے تو کہتے ہیں کہ کبھی مر ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ وہ جوں جوں بڑا ہوتا چلا جاتا ہے، اُس کی شاخیں پھیلتی ہیں، اُن شاخوں میں سے پھر ایسی باریک رگیں سی اُترتی ہیں جو TUBES کی طرح زمین کی طرف بڑھتی ہیں اور زمین تک پہنچ کر پھر وہ جڑیں خود پیدا کرتی ہیں اور جب جڑیں قائم ہوجاتی ہیں تو وہی باریک سی رگ، جو پہلے ایک کونپل کی طرح معمولی سی پھوٹتی ہے وہ ایک بہت مضبوط تنا بن جاتی ہے اور پھر اس سے برگد کا درخت اور مزید پھیلنے لگتا ہے۔ پس الٰہی جماعتوں کی دنیا میں نشر و اشاعت کی ایسی ہی مثال ہوا کرتی ہے۔ اوّلین دور میں اسلام بھی اسی طرح دنیا میں پھیلا تھا اور اس آخرین دَور میں بھی اسلام کا احیائے نَو جو جماعت احمدیہ کے ذریعے ہورہا ہے وہ اسی طریق پر ہورہا ہے۔

پس اِن گزشتہ چھپن ۵۶ سال کے عرصے میں خدا تعالیٰ کے فضل سے وہ چند جماعتیں جو معدودے چند ہی نہیں بلکہ اپنی قوت اور کمیت اور کیفیت کے لحاظ سے بھی بہت کمزور تھیں خدا تعالیٰ کے فضل سے

۱۲۴ ممالک میں

پھیل گئیں اور ہر جگہ جڑیں قائم کیں اور سب جڑیں زمین میں خوب گہری پیوستہ ہوگئیں اور اُن کے تنے اب بلند ہورہے ہیں اور بعید نہیں کہ وہ بھی آئندہ چند سالوں میں آسمان سے باتیں کرنے لگیں۔

جہاں تک مشنز کا تعلق ہے اُس وقت دُنیا بھر میں تبلیغی مشن جن میں باقاعدہ احمدی مبلغین کام کر رہے تھے اور تبلیغی مراکز تھے

چھ تھے اور آج ان کی تعداد ۲۰۱ تک پہنچ چکی ہے۔ جہاں تک چندوں کا تعلق ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ نے پہلی تحریک ساڑھے ستائیس ہزار کی کی اور اُس زمانے کے لحاظ سے جماعت اتنی غریب تھی کہ ۲۷ ۱/۲ ہزار ہندوستانی روپیہ ایک بہت بڑی تحریک معلوم ہوئی اور بہت سے سُننے والے خوفزدہ تھے کہ کس طرح یہ تحریک پوری ہوگی۔ کس طرح جماعت اُس پر لبیک کہہ سکے گی لیکن اس قدر عشق اور والہانہ جذبے کے ساتھ جماعت نے اس تحریک پر لبیک کہی کہ جنوری کے خطبہ میں حضرت مصلح موعودؓ نے فرمایا کہ میں نے ۲۷ ۱/۲ ہزار کی تحریک کی تھی اور اللہ پر توکل کرتے ہوئے اُمید تھی کہ اتنا روپیہ پورا ہو جائے گا لیکن اب تک ۳۳ ہزار روپے نقد وصول ہو چکے ہیں اور

ایک لاکھ چھبیس (۲۶) ہزار سے زائد کے وعدے

آچکے ہیں۔ اُس زمانے میں یہ اتنی بڑی تحریک سمجھی گئی کہ ہندوستان کے متفرق اخباروں نے، ہندو اخباروں نے بھی اور مسلمان اخباروں نے بھی اور عیسائی اخباروں نے بھی اس بات کا نوٹس لیا اور بڑے بڑے مقالے لکھے گئے۔ اداریے لکھے گئے۔ بڑی بڑی سُرخیاں لگائی گئیں کہ دیکھو خلیفۂ قادیان کتنا زیرک ہے اور کتنا اپنی جماعت کو آگے لے جا چکا ہے اور جماعت کا بھی حال یہ ہے کہ ۲۷ ۱/۲ ہزار کی تحریک کی اور ۳۳ ہزار نقد پیش کر دیا اور ابھی وہ تحریک جاری ہے اور پھیلتی چلی جا رہی ہے۔ ہندو اخباروں نے ہندوستان کے ہندوؤں کو متنبہ کیا اور کہا اس کو معمولی بات نہ سمجھو۔ آج چاہیئے کہ ہم خلیفۂ قادیان کی پیروی کرتے ہوئے اپنے اپنے لوگوں اور اپنے اپنے علاقوں میں اسی قسم کے جذبے پیدا کریں اسی قسم کی تحریکیں کریں۔ اس طرح مذاہب زندہ ہوا کرتے ہیں۔ اس طرح قربانیاں ہیں جو نئے نئے رنگ لاتی ہیں اور قوموں کو غیر معمولی طور پر قوت بخشتی اور آگے بڑھاتی ہیں۔ بہرحال مختلف الفاظ میں مسلمان معاند اخباروں نے بھی اور تائید کرنے والے شریف اخباروں نے بھی اسی طرح ہندو، عیسائی دیگر اخباروں نے اس تحریک کا بہت سخت نوٹس لیا۔ تعریفی رنگ میں بھی بہت بڑا نوٹس لیا اور مخالفت کے رنگ میں بھی بہت بڑا نوٹس لیا۔ اور زیرک لوگ سمجھ گئے کہ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے، اس کے بہت بڑے بڑے عظیم الشان نتائج ظاہر ہونے والے ہیں۔

جہاں تک واقفین کا تعلق ہے۔ حضرت مصلح موعودؓ کی تحریک کے نتیجے میں نوجوانوں کا جو پہلا دستہ دنیا میں پھیلایا گیا اُن کے نام میں آپ کو پڑھ کے سُناتا ہوں کیونکہ آج ہم میں سے

بہت کم ایسے ہیں جو تاریخ احمدیت پڑھنے کا شوق یا وقت رکھتے ہیں۔

یا انہیں، تاریخ احمدیت جو مولوی دوست محمد صاحب نے بڑی محنت سے لکھنی شروع کی ہوئی ہے اُس کی جلدیں ہی مہیا ہیں یا دستیاب ہیں تو اس پہلو سے کبھی کبھی پُرانی تاریخ کو دوہرا دینا چاہیئے تاکہ نئی نسل کے لوگوں کو بھی معلوم ہو کہ آج سے کچھ سال پہلے جماعت کا کیا حال تھا۔ کون کون سے مخلصین تھے جو قربانیوں میں آگے آئے اور پھر ان کے نتائج کیا نکلے۔ بہرحال اوّل مجاہدین کا جو دستہ تھا ان میں سے نَو نام میں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ ایک مولوی غلام حسین صاحب ایاز مرحوم۔ صوفی عبدالغفور صاحب مرحوم۔

صوفی عبدالقدیر صاحب نیاز مرحوم۔ مولوی عبدالغفور صاحب مرحوم۔ محمد ابراہیم ناصر صاحب مرحوم۔ ملک محمد شریف صاحب گجرات کے، مرحوم۔ اور مولوی محمد دین صاحب مرحوم۔ ان کے علاوہ تین خوش نصیب ایسے بھی تھے جو آج بھی زندہ ہیں۔ ان میں سے ایک حاجی احمد خان صاحب ایاز جو ہنگری کے مبلغ بنائے گئے تھے پھر پولینڈ بھی گئے تھے اور ایک مولوی رمضان علی صاحب جو آپ کی یعنی انگلستان کی جماعت کے ایک ممبر ہیں اور خدا کے فضل سے زندہ بھی ہیں اور صحت بھی اچھی ہے اور ایک چوہدری محمد اسحاق صاحب سیالکوٹی ہیں۔

تو یہ وہ خوش نصیب تھے جنہوں نے نہ صرف آواز پر لبیک کہا بلکہ ان کی پیشکش قبول فرمائی گئی اور ان کو تاریخی لحاظ سے یہ سعادت بخشی گئی کہ تحریک جدید کے بعد واقفین کا جو دستہ دُنیا میں پھیلایا گیا اُن میں یہ شامل ہوئے۔

دو شہداء کا بھی اور ایک اور مبلغ کا بھی

ذکر کرنا ضروری ہے جو باقاعدہ وقف کر کے نظام کے تحت تو تبلیغ کے لئے نہیں نکلے لیکن حضرت مصلح موعودؓ کی آواز سُنتے ہی لبیک کہا اور مختلف علاقوں میں تبلیغ کے لئے چلے گئے۔ ان میں سے تین دوستوں کا ذکر خاص طور پر حضرت مصلح موعودؓ نے اپنے ایک خطبے میں فرمایا۔ کیونکہ ان کی قربانی سے حضرت مصلح موعودؓ بہت متأثر تھے۔ ایک ولی داد خان صاحب تھے۔ یہ افغانستان کے باشندے تھے جب ۱۹۳۴ء میں تحریک ہوئی تو اس آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنے طور پر ہی واپس اپنے ملک تبلیغ کے لئے چلے گئے اور جانے سے پہلے حضرت مصلح موعودؓ سے ہدایات لے لیں کہ کس رنگ میں تبلیغ ہونی چاہیئے۔ چنانچہ اس کے مطابق ایک عرصے تک دوستوں کو قادیان بھجواتے رہے اور ہندوستان میں جب بھی وہاں سے کوئی مسافر آتا تھا تو اس کو یہ تحریک کرتے تھے کہ احمدیوں سے رابطہ کرو۔ اس کے نتیجے میں تبلیغ پھل لانے لگی لیکن اس کے ساتھ ہی حسد بھی بڑھنے لگا۔ آخر اپنے ہی قریبی رشتے داروں نے ان کو ایک موقعہ پر جب یہ ہندوستان سے واپس جا رہے تھے تو گولیاں مار کر شہید کر دیا۔ دوسرے دوست عدالت خان تھے۔ یہ خوشاب کی طرف کے خانیاں شاہ پور خوشاب کے علاقے کے تھے۔ انہوں نے بھی وقف کے ساتھ ہی چین کے سفر کی نیت باندھی اور اسی غرض سے یہ بھی پہلے افغانستان گئے لیکن پاسپورٹ نہیں تھا۔ اس لئے وہاں قید کر دیئے گئے اور قید کی حالت میں بھی تبلیغ کرتے رہے جس کا بہت اثر ہونا شروع ہوا۔ چنانچہ حکومت افغانستان نے ان کو پھر ملک بدر کر کے واپس ہندوستان بھجوا دیا واپس آکر حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں رپورٹ پیش کی اور کہا کہ اب میں چین کے ارادے سے جاتا ہوں۔ چنانچہ دوسری مرتبہ پھر چین کے ارادے سے نکلے تو اپنے ساتھ ایک دوست محمد رفیق صاحب کو بھی لے گئے۔ یہ ایک اور نوجوان تھے۔ کشمیر میں ان کو نمونیہ ہو گیا اور اس نمونیے کی حالت میں جب دیکھا کہ اب آخری سانس ہیں، وقت قریب آگیا ہے تو حضرت مصلح موعودؓ ان کے اخلاص کا اور ایمان کا یہ واقعہ بیان کرتے ہیں کہ اس وقت اور کوئی علاج میسر نہیں تھا اور موت سر پہ کھڑی تھی تو اُنہوں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ جلدی جاؤ اور کسی غیر احمدی کو میرے ساتھ مباہلے پر آمادہ کرو۔ میرے بچنے کی اس کے سوا کوئی صورت نہیں ہے۔ اگر کوئی غیر احمدی اس وقت جبکہ میں جان کنی کی حالت میں ہوں گا مجھ سے مباہلہ کرے گا تو خدا ضرور مجھے احمدیت کی صداقت کی خاطر بچا دے گا چنانچہ وہ بعض نکلے لیکن افسوس کہ جب خدا کی تقدیر آچکی ہو تو پھر کوئی ترکیب کارگر نہیں جاتی۔ چنانچہ پیشتر اس کے کہ وہ کسی کو لا سکتے، انہوں نے جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی اور حضرت مصلح موعودؓ نے ان کو بھی

شہدائے احمدیت

میں شمار کیا ہے کیونکہ تبلیغی سفر کے لئے نکلے تھے اور جس شان سے جان دی ہے۔ جس اخلاص کے ساتھ جان دی ہے اس سے یقیناً ان کا مقام شہداء سے کم شمار نہیں ہو سکتا۔ محمد رفیق صاحب جو ان کے ساتھی تھے اُن کے متعلق حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے ان کے اس جذبے کو ہی قبول کرنا تھا، کر لیا اور شاید اسی لئے ان کو یہ تحریک ہوئی کہ یہ اپنے ساتھ ایک محمد رفیق کو لے جائیں چنانچہ محمد رفیق صاحب کو موقعہ ملا اور وہ کاشغر پہنچ گئے اور کاشغر میں جا کر انہوں نے تبلیغ کی اور اسی تبلیغ کے نتیجے میں حاجی جنود اللہ صاحب احمدی ہوئے اور پھر اُن کے خاندان کے دوسرے دوست بھی، ان کے بڑے بھائی بھی اور کچھ باقی افرادِ خانہ بھی احمدی ہوئے۔ والدہ بھی احمدی ہو گئیں

اور وہ لوگ پھر ہجرت کر کے قادیان آ گئے۔ حاجی جنود اللہ صاحب کی ہمشیرہ ہمارے خاندان میں بیاہی گئیں۔ بھابھی فرخ ہم ان کو کہا کرتے تھے۔ سید بشیر شاہ صاحب جو میرے خالہ زاد بھائی تھے اور دواخانہ خدمت خلق کے ایک لمبا عرصہ تک انچارج کارکن رہے ہیں، ان کے ساتھ ان کا رشتہ طے ہوا۔ ان کی اولاد یعنی بھابھی فرخ کی اولاد تو اب قریباً ساری ہی کینیڈا میں ہے سوائے ایک بچی کے جو یہیں بیاہی گئی ہے اور ایک بچی جو ابھی پاکستان میں ہے لیکن

حاجی جنود اللہ صاحب کی اولاد

میں سے دو بچے یہاں آپ کی انگلستان کی جماعت کے ممبر رہے ہیں۔ ایک تو کینیڈا جا چکے ہیں اور ایک ابھی یہیں ہیں اور عنقریب ان کی شادی بھی ہونے والی ہے۔ باقی بچے ان کے کینیڈا میں ہی ہیں اور ایک بچہ جاپان میں ہے تو اس طرح یہ خاندان بھی خدا کے فضل سے دنیا کی مختلف جگہوں میں پھیل گیا۔ اور مختلف جگہ یہ جو ان کے بوٹے لگے ہیں اس کا خدا تعالیٰ کے فضل سے سہرا عدالت خان صاحب کے سر پہ ہے جن کی دعاؤں اور اخلاص کے نتیجے میں محمد رفیق صاحب کو کاشغر جانے کی توفیق ملی اور پھر ان کے ذریعہ یہ خاندان احمدی ہوا۔ اس خاندان کے اس نوجوان سے جو انگلستان میں ہیں، میں نے بات کی تھی کہ آپ لوگوں کو اب چاہیئے کہ کاشغر سے رابطے کریں۔ اب تو رابطوں کی آسانیاں پیدا ہو گئی ہیں۔ روکیں دور ہو رہی ہیں۔ چنانچہ وہ پوری کوشش کر رہے ہیں اور جہاں تک ممکن ہے وہ تحقیق کر کے اپنے پرانے علاقے کا پتہ کر رہے ہیں تاکہ وہاں خود جا سکیں یا ہم کسی واقف عارضی کو وہاں بھیج دیں، تو وہاں جا کر پرانے روابط کو زندہ کیا جائے۔ بہرحال وہ تحریک جو ۱۹۳۴ء میں ایک بہت چھوٹی سی تحریک کے طور پر شروع ہوئی تھی اب جیسا کہ آپ دیکھ چکے ہیں ساری دنیا میں خدا تعالیٰ کے فضل سے اس کی برکتیں پھیل رہی ہیں اور جو پھل اس نے پیدا کئے وہ آگے اپنے بیج دنیا میں پھیلا رہے ہیں اور اس طرح ساری دنیا میں خدا تعالیٰ کے فضل سے احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی نشر و اشاعت کے سامان ہو رہے ہیں

چندے کا یہ حال ہے کہ اس زمانے میں تمام دنیا کے چندے کے وعدے ایک لاکھ ۲۶ ہزار تھے اور آج جو امریکہ سے اطلاع ملی ہے، امریکہ کی تمام وصولی، صرف ایک ملک کی اس زمانے کے وعدوں سے ۱۷ گنا زیادہ ہے۔ اور امریکہ (غالباً) میں دیکھتا ہوں ادائیگیوں میں کس نمبر پہ آتا ہے ہاں! امریکہ کا نمبر ادائیگی کے لحاظ سے چوتھا ہے تو چوتھے نمبر کی ادائیگی کا جو ملک ہے وہ اس زمانے کے تمام دنیا کے ممالک کے چندوں کے مقابل پہ آج ۱۷ گنا زیادہ چندہ دے رہا ہے۔ اس سے آپ اندازہ کریں کہ ان چندوں میں کتنی برکت پڑی۔ لیکن چندوں میں برکت کی جب ہم بات کرتے ہیں تو دراصل یہ چندے اخلاص کا پیمانہ ہیں۔ اموال کے کم اور زیادہ ہونے کی بحث نہیں ہے۔ اگر اموال کی بات کریں تو ہماری ساری دنیا کا تحریک جدید کا جو چندہ ہے وہ آجکل کے بڑے بڑے امیروں کی دولت کے مقابل پر ایک قطرے کی بھی حیثیت نہیں رکھتا۔ اتنے بڑے بڑے واحد امراء دنیا میں موجود ہیں جن کی دولت جماعت احمدیہ کی مجموعی دولت سے لگ بھگ ہوگی۔ اس لئے جب میں چندوں میں برکت کی بات کرتا ہوں تو ہرگز یہ مراد نہیں کہ ہمارے پاس غیر معمولی طور پر دولت اکٹھی ہو گئی ہے۔ مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اخلاص میں بہت برکت دی۔ جماعت قلیل التعداد ہونے کے باوجود، غریب ہونے کے باوجود، مالی قربانیوں میں آگے بڑھتی گئی ہے اور تھک کر پیچھے نہیں ہٹی اور ۵۶ سال کا عرصہ ہو گیا ہے اس تحریک کو، بجائے اس کے کہ اس عرصے میں جب دو تین نسلیں آ گئی ہیں لوگ تھک جاتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ بہت ہو گئی، کافی دیر ہو گئی اب آہستہ آہستہ اس تحریک کو ختم ہونا چاہیئے کہ ہم اتنا لمبا عرصہ بوجھ برداشت نہیں کر سکتے؛ برعکس صورت ہے اور سینکڑوں ایسے افراد ہیں جنہوں نے پھر تازہ کر کے اپنے آباء و اجداد کے بند کھاتے دوبارہ جاری کئے ہیں۔ نہ صرف یہ کہ خود قربانی میں آگے بڑھ رہے ہیں بلکہ اپنے مرحوم والدین یا دیگر بزرگوں کا جب

ان کو پتہ چلتا ہے کہ وہ یہ چندہ دیا کرتے تھے اور اب ان کا کھاتہ بند ہے کیونکہ وہ فوت ہو چکے ہیں تو پھر وہ ان کی طرف سے وہ چندہ جاری کرتے ہیں۔ بعض لوگوں نے مجھے یہ بھی لکھا کہ میرا کوئی بزرگ ایسا نہیں جس کا چندہ ہو مجھے معلوم ہو لیکن میری بھی خواہش ہے۔ اس لئے میری طرف سے کسی احمدی مرحوم بزرگ کا کھاتہ جاری کر دیں اور اس کی طرف سے میں ادائیگی کرتا رہوں گا۔

اسی طرح اخلاص کے اور بہت سے ایسے نمونے سامنے آتے ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ

جماعت احمدیہ نہ صرف زندہ ہے بلکہ زندہ تر ہے

اور پہلی نسلوں کی نیکیوں کا جھنڈا موجودہ نسلوں نے نہ صرف اُٹھایا ہے بلکہ بلند تر کرتی چلی جا رہی ہے لیکن یہ یاد رکھنا ضروری ہے اور میرے لئے اور آئندہ خلفاء کے لئے آپ کو یہ یاد دلاتے رہنا ضروری ہے کہ جو جھنڈے بلند ہوا کرتے ہیں یہ دراصل پہلی نسلوں کی قربانی کے نتیجے میں ایسا ہوا کرتا ہے اور ان کی دعاؤں کے نتیجے میں ایسا ہوا کرتا ہے۔ پہلی نسلوں کی دعائیں، ان کی قربانیاں، ان کی وہ حسرتیں کہ ہم دینا چاہتے تھے مگر دے نہیں سکے تو ایسی عظیم اور قوی دعائیں بن جایا کرتی ہیں کہ نسلاً بعد نسلٍ وہ دعائیں پہنچتی رہتی ہیں اور پھل لاتی رہتی ہیں۔

ابھی ایک خاتون نے امریکہ سے مجھے خط لکھا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ آپ کہہ رہے ہیں کہ میری والدہ نے دودھ میں نہلایا ہے اور پھر یہ خیال کہ میں اپنے متعلق نہ سمجھ لوں، کہا کہ تجھے دودھ میں نہلایا ہے۔ اس کی میں نے تعبیر کی اور وہ تعبیر یہی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے یاد کرا رہا ہے کہ تمہیں اگر کوئی توفیق مل رہی ہے تو اس میں مرحوم بزرگوں کی دعاؤں کا دخل ہے اور انہیں دعاؤں کو قبول کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نہ صرف اگلی نسل کو نہیں بلکہ بعض دفعہ پشت در پشت، سات سات پشتوں تک اُن دعاؤں کے فیض پہنچا رہا ہے۔ پس میں آپ کو اس لئے یاد کراتا ہوں کہ ان بزرگوں کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ جب ہم بہت ہی عظیم قربانیاں کر رہے ہوں تو ہمارے اندر یہ تکبر نہیں پیدا ہونا چاہیئے کہ ہم بہت بڑے ہو گئے ہیں بلکہ ان قربانیوں کے نتیجے میں یہ پھل لگ رہے ہیں جو اس وقت بہت چھوٹی دکھائی دیتی تھیں۔ لیکن اپنی اندرونی قوت کے لحاظ سے وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت بڑی اور عظیم قربانیاں تھیں۔ حضرت مسیح موعودؑ نے بارہا خطبات میں اُن ابتدائی قربانی کرنے والوں کے ذکر کئے ہیں جن کے پاس کچھ نہیں ہوتا تھا تو وہ اپنی کوئی چیز اُٹھا لایا کرتے تھے۔ کوئی کپڑا اُٹھا لائے

کوئی عورت بیچاری بکری لے آئی۔

کسی کے پاس اور کچھ نہیں تھا تو گھر کا ایک برتن اُٹھا لائی کہ میرے پاس یہی کچھ ہے اور کچھ نہیں ہے، اسی کو قبول فرمائیں۔ اس زمانے میں حضرت مصلح موعودؓ نے پتہ نہیں قبول فرمایا یا کس رنگ میں دلداری کی۔ مگر میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ آسمان کے خدا نے اُن قربانیوں کو ضرور قبول فرمایا ہے اور آج جو ساری دنیا میں جماعت احمدیہ کے مرد اور عورتیں اور بچے دینی قربانیوں میں آگے بڑھتے چلے جا رہے ہیں تو میرا تو یہ کامل یقین ہے کہ اس میں ان ابتدائی قربانی کرنے والوں کی قربانیوں کا بھی دخل ہے اور اُن قربانی نہ کر سکنے والوں کی حسرتوں کا بھی دخل ہے۔

حسرتوں کو بھی خدا قبول فرماتا ہے

چنانچہ دیکھیں قرآن کریم میں ان صحابہ کا ذکر ہمیشہ کے لئے موجود ہے اور کتنے پیار سے موجود ہے جن کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ آنحضور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے اور اپنے آپ کو جہاد کے لئے پیش کیا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا تو میرے پاس کوئی چیز نہیں ہے۔ کوئی سواری نہیں ہے جس پر میں تمہیں میدان جہاد تک پہنچا سکوں۔ اس پر وہ اس حال میں واپس مڑے کہ ہمارے پاس

کچھ پتا نہیں ہے۔ ہم جان بھی (ان کی) پہچان نہیں کر سکتے۔ اب دیکھیں یہ حسرت ہی تو تھی لیکن قربانی کرنے والوں کا اس شان کا ذکر آپ کو قرآن کریم میں اور نظر نہیں آئے گا جیسا ان حسرتوں کا ذکر فرمایا گیا ہے۔ پس ہماری آج کی ترقیات میں جو ہم ۵۶ سال کے بعد خدا تعالیٰ کے فضل سے دنیا بھر میں دیکھ رہے ہیں اور جماعت احمدیہ ایک عظیم الشان درخت ہی نہیں بلکہ بے شمار عظیم الشان درختوں میں تبدیل ہوتی چلی جا رہی ہے تو یاد رکھیں کہ ان میں اولین نسلوں کے اولین احمدیوں کا، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے سے لے کر آج تک ان سب احمدیوں کی قربانیوں کا دخل ہے جو قربانیاں پیش کر کے یا قربانیاں پیش کرنے کی حسرتیں لے کر اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ پس ان سب کے لئے ہمیں دعائیں کرنی چاہئیں اور ان کی دعاؤں کے طفیل کی برکت کو محسوس کرتے ہوئے اگر ہم ان کے لئے دعائیں کریں گے تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اگلی نسلیں آپ کو دعاؤں میں یاد رکھیں گی یہ فیض جاری رہے گا۔ جو بیج آج آپ بوئیں گے وہ کل کے درخت بننے والے ہیں اور جو آج درخت ہیں یہ عظیم الشان جنگلوں اور چمنوں میں تبدیل ہونے والے ہیں۔ اس لئے اپنے پہلوں کو اگر آپ یاد رکھیں اور ان کے لئے دعائیں کیا کریں تو اللہ تعالیٰ آئندہ نسلاً بعد نسل آپ کے ذکر کو زندہ رکھے گا اور آپ کے لئے دعائیں کرنے والے پیدا ہوتے رہیں گے۔

پس وہ لوگ کتنے خوش نصیب ہیں جن کے پہلے بھی دعائیں ہوں جن کے بعد میں بھی دعائیں ہوں اور وہ خود بھی دعاؤں کے ہو جائیں۔ تو بیڑہ پار ہوگا۔ پس حقیقت میں دعا ہی ہے جس کے ذریعہ ہم نے تمام دنیا میں اسلام کو از سر نو غالب کرنا ہے اور ان دعاؤں کے نتیجہ میں اور ان کے سائے تلے ہم نے قربانیوں میں آگے بڑھنا ہے۔

جہاں تک اعداد و شمار کا تعلق ہے۔ مختصراً میں آپ کو بتاتا ہوں کہ حسب سابق خدا تعالیٰ کے فضل سے پاکستان آج بھی صف اول میں ہے اور پاکستان کی تمام جماعتوں میں اگرچہ تفصیلی اعداد و شمار ابھی مجھے نہیں پہنچے لیکن اب تک کے جو اعداد و شمار ہیں ان کی رو سے

کراچی کی جماعت اپنی تحریک جدید کی ادائیگیوں میں اول ہے۔

دس لاکھ کا ان کا وعدہ تھا اور حالات کے بے حد خراب ہونے کے باوجود افراتفری، ظلم، لوٹ مار، بے چینی، بد اطمینانی، تجارتوں کی ناکامی، ہر قسم کے خطرات کے باوجود بجائے اس کے کہ دس لاکھ سے کم ادائیگی کرتے، کراچی کی جماعت نے چودہ لاکھ ادائیگی کی ہے۔ اللہ تعالیٰ یہ ان کے لئے مبارک فرمائے۔ اور ان کا قدم ہمیشہ ترقی کی طرف رواں رہے۔ دنیا بھر میں پاکستان بہرحال اول ہے اور جرمنی نے جو یہ اعزاز حاصل کیا تھا کہ وہ دوسرے نمبر پر آ جائے وہ نہ صرف اس اعزاز کو خدا کے فضل سے قائم رکھے ہوئے ہے بلکہ آگے بڑھ رہا ہے اور دوسری جماعتوں کو جو پہلے اس کے شانہ بشانہ تھیں اور پیچھے چھوڑتا چلا جا رہا ہے اور فاصلے بڑھا رہا ہے۔ تیسرے نمبر پر UNITED KINGDOM ہے یعنی انگلستان کی جماعت، جہاں میں آج کھڑا ہوا یہ خطبہ دے رہا ہوں۔ اس جماعت میں بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے قربانی کا بڑا جذبہ ہے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ وصولی کے انتظام میں کوئی کمزوری ہے۔ کیونکہ آج تک کی جیسی رپورٹ بعض دور دور کے ممالک سے مل گئی ہے یہاں سے نہیں مل سکی اور تازہ رپورٹ میں ایسی نہیں پیش کر سکتا جس کے مطابق میں آپ کو بتا سکوں۔ برطانیہ کا ۹۰ ہزار کا وعدہ تھا اور تا حال وصولی کی اطلاع ۷۱ ہزار ۲۰ ہے جبکہ جرمنی کا وعدہ ایک لاکھ ۳۵ ہزار پونڈ کا تھا اور وصولی تا حال ایک لاکھ ۳۶ ہزار ہو چکی ہے۔ تو ان دونوں پہلوؤں سے جرمنی کی جماعت نہ صرف انگلستان کی جماعت کو پیچھے چھوڑ گئی ہے بلکہ فاصلہ زیادہ بڑھا چکی ہے اور اب تو تقریباً ایک اور دو کی بات ہو گئی ہے۔ بہرحال خدا کرے کہ آپ کی جماعت کو بھی تعداد میں ویسی برکت ملے اور اخلاص اور قربانیوں میں بھی اور مالی استطاعت میں بھی ویسی برکت ملے کہ آپ مقابلے کی اس دوڑ میں آگے بڑھ سکیں۔ اگر برابر نہیں ہو سکتے، آگے نہیں بڑھ سکتے تو کم سے کم فاصلہ کم کرنے کی کوشش کریں۔

چوتھے نمبر پر امریکہ ہے

اور امریکہ نے جتنا وعدہ لکھوایا تھا، ۶۱ ہزار ۵۳۹، وہ پورا کر دیا ہے۔ اور پھر کینیڈا ہے جس نے ۴۱ ہزار ۸۰ کا وعدہ کیا تھا۔ آج ہی اطلاع ملی ہے کہ ان کا وعدہ بھی پورا ہو چکا ہے۔ پھر انڈونیشیا آتا ہے۔ اس کے بعد ہندوستان ہے۔ پھر جاپان ہے۔ انڈونیشیا بھی خدا کے فضل سے مالی قربانی میں مسلسل مضبوط قدموں سے آگے بڑھ رہا ہے اور ہر سال انڈونیشیا کی جماعت کا ہر مالی قربانی میں خدا تعالیٰ کے فضل سے قدم آگے ہے اور انتظامی لحاظ سے بھی وہ باقی دنیا کی مجالس کے لئے ایک نمونہ ہے

جاپان کو یہ خصوصیت حاصل ہے

کہ باوجود اس کے کہ بہت چھوٹی جماعت ہے لیکن قربانی میں غیر معمولی طور پر ایک اعلیٰ مقام پر فائز ہے۔ دو سال پہلے تک وہاں جاپان خود کفیل نہیں تھا اور نسبتاً ان کا چندہ اتنا کم تھا کہ باہر سے ایک خطیر رقم ان کے اخراجات پورے کرنے کے لئے بھجوانی پڑتی تھی۔ یہاں تک کہ میں نے یہ فیصلہ کیا کہ ٹوکیو کا مشن بند کر دیا جائے اور صرف ناگویا کا مشن جاری رکھا جائے۔ اس پر جماعت نے ردعمل دکھایا اور احتجاجی خطوط اور وعدے ملے کہ ہم قربانی میں آگے بڑھیں گے۔ آپ مشن بند نہ کریں۔ پھر جب میں نے دورہ کیا تو کچھ نوجوان جو نسبتاً کمزور بھی تھے ان میں بھی خدا کے فضل سے نئی زندگی پیدا ہوئی اور اب جاپان خدا کے فضل سے دونوں جگہ مشنوں میں خود کفیل ہے اور اس کے علاوہ اور کئی قسم کی قربانیوں میں بھی آگے بڑھ رہا ہے۔ تحریک جدید کے لحاظ سے جاپان کی چھوٹی سی جماعت کا چندہ دس ہزار پونڈ سے آگے بڑھ چکا ہے اور تمام دنیا میں فی کس چندہ دہندہ کے لحاظ سے یہ دنیا کی ہر دوسری جماعت سے آگے ہو گیا ہے۔ پس اس پہلو سے جماعت جاپان بھی قربانی کے لحاظ سے ذکر کے لائق ہے اور دعائیں یاد رکھنے کے لائق ہے۔

جہاں تک مجموعی چندوں کا موازنہ ہے یعنی ہمارے پچھلے سال سے جو موازنہ ہے وہ یہ ہے کہ ۸۹-۱۹۸۸ء میں دنیا بھر کی جماعتوں کی طرف سے ۵ لاکھ ۲۱ ہزار ۳۰۷ پونڈ کے وعدے اور وصولی ۵ لاکھ ۹۰ ہزار ۸۳۶ یعنی ۶۹ ہزار ۱۰% اضافہ کے ساتھ وصولی ہوئی اور ۹۰-۱۹۸۹ء میں یعنی جو سال چند دن ہوئے دو تین دن پہلے اختتام پذیر ہوا اس میں وعدے تھے ۵ لاکھ ۹۶ ہزار ۸۲۲ اور وصولی ہوئی ۶ لاکھ ۷۲ ہزار ۲۸۰۔ یعنی خدا تعالیٰ کے فضل سے وعدوں کے مقابل پر ۷۵ ہزار ۴۵۸ وصولی زیادہ ہوئی۔ اور جہاں فیصد اضافے کا تعلق ہے گزشتہ سال کے مقابل پر، یہ سال جو پیچھے گزرا ہے اس سے پہلے سال کے مقابل پر، اس گزرے ہوئے سال میں ۱۲.۰۹ فیصد آمد میں اضافہ ہوا۔

افریقن ممالک میں ماریشس صف اول میں بھی ہے

اور افریقہ میں خدا کے فضل سے پہلا بھی ہے اور ماریشس کی جماعت بھی اپنے نظم و ضبط کے لحاظ سے، باقاعدگی کے لحاظ سے اور قربانیوں میں دن بدن آگے بڑھنے کے لحاظ سے بہت ہی اچھی مثالی جماعت ہے۔

مشرق بعید کے ممالک

کے اعتبار سے ترتیب یوں بنتی ہے کہ انڈونیشیا اول۔ جاپان دوم۔ فجی سوم اور آسٹریلیا، نیوزی لینڈ ان کے بعد آتے ہیں۔ افریقہ میں رپورٹیں پوری نہیں آئیں لیکن جو آئی ہیں ان کے لحاظ سے ماریشس پہلے پھر نائیجیریا پھر گیمبیا پھر کینیا پھر بینن پھر یوگنڈا اور بعض بڑے بڑے ممالک غانا اور سیرالیون وغیرہ کی رپورٹیں چونکہ شامل نہیں اس لئے ان کا موازنہ پیش نہیں کیا جا سکتا۔

یورپ میں خدا تعالیٰ کے فضل سے جرمنی اول ہے۔ یو کے دوم اور ناروے اس کے بعد پھر ڈنمارک، پھر ہالینڈ، پھر سویڈن

پھر سوئٹزرلینڈ، پھر سپین، پھر بیلجیم، پھر پرتگال۔

آج تحریک جدید کے ستاونویں سال کے آغاز کا اعلان کرتا ہوں اور میں اُمید رکھتا ہوں کہ نیکی کی جو عظیم الشان روایات جماعت پیچھے چھوڑ آئی ہے جن کا بہت ہی مختصر ذکر میں نے کیا ہے ان روایات کو قائم رکھتے ہوئے تمام دنیا کی جماعتیں امسال بھی قربانی کے ہر میدان میں آگے بڑھنے کی کوشش کریں گی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

جہاں تک نئے تقاضوں کا تعلق ہے اس ضمن میں میں بہت سی باتیں چھوڑ کر وقت کے لحاظ سے صرف ایک بات آپ کے سامنے رکھتا ہوں کہ۔

مشرقی یورپ اور روس

میں جو نئے میدان تبلیغ کے کھلے ہیں ان کا بھی گہرا تعلق تحریک جدید کے آغاز سے ہے۔ تحریک جدید کے آغاز ہی میں روس اور چین اور مشرقی یورپ میں جماعت کی طرف سے باقاعدہ یا اپنے طور پر طوعی کام کرنے والے مبلغین پہنچ چکے تھے اور اپنی قربانیوں کی ایک بہت سی دردناک اور عظیم داستان یہ لوگ وہاں چھوڑ آئے ہیں۔ اُن قربانیوں کو وہاں سے لینا ہے اور آگے بڑھانا ہے۔ اس سلسلے میں میں وقف کی ایک تحریک کر چکا ہوں جس میں بہت سے مخلصین نے اپنے آپ کو پیش کیا ہے اور میں آپ کو یہ بتانا چاہتا ہوں وہ عارضی وقف کرنے والے جنہوں نے اپنے آپ کو پیش کیا ہے انتظار کر رہے ہوں گے کہ وہ درخواستیں کہاں چلی گئیں وہ یاد رکھیں کہ اُن پر بہت توجہ کے ساتھ اور تفصیل کے ساتھ غور ہو رہا ہے اور ضروری معلومات اکٹھی کی جا رہی ہیں اور ضروری انتظامات کئے جا رہے ہیں۔ نئی جگہوں پر اس زمانے میں اس طرح بھجوا دینا کہ کوئی شخص سر اٹھا کر جدھر رُخ بنے اُس طرف چل پڑے یہ کوئی مناسب طریق نہیں ہے۔ ان تمام علاقوں کے متعلق چھان بین ہونی ضروری ہے۔ اُن کے حالات ان کے جغرافیائی حالات اُن کے تاریخی حالات، اُن کے موجودہ تمدنی اخلاقی حالات وغیرہ وغیرہ اور رہن سہن کے طریق، اخراجات کتنے اٹھیں گے اور کیا کیا دقتیں ہیں جو در پیش ہو سکتی ہیں۔ زبان کے مسائل کیسے حل ہوں گے۔ لٹریچر کیا لے کر جائیں گے۔ اجازت نامے کیسے ملیں گے۔ غرضیکہ اس قسم کی بہت سی باتیں ہیں جن پر باقاعدہ بڑی توجہ اور محنت کے ساتھ تحقیق ہو رہی ہے اور کوائف مرتب ہو رہے ہیں اور موسموں کو بھی دیکھنا پڑے گا۔ کون سے موسم وہاں موزوں رہیں گے۔ جب بھی یہ تیاری ہو جائیگی تو ہم انشاء اللہ تعالیٰ واقفین کو باقاعدہ ایک تفصیلی ہدایت نامہ بھجوائیں گے اور اُن کی پوری راہنمائی کریں گے کہ آپ اگر فلاں علاقے میں جانا چاہتے ہیں تو اس طرح جائیں۔ یہ یہ ضروریات ہیں۔ یہ یہ امور پیش نظر رہنے چاہئیں اور جماعت اس معاملے میں کیا مدد کر سکے گی۔ پھر بہت سے ایسے علاقے ہیں جہاں کیلئے ابھی مناسب تعداد میں لٹریچر موجود نہیں ہے۔ اور لٹریچر بعض تو ایسے ہیں جو کتابیں اور رسالے چھپ رہے ہیں۔ بعض ابھی تیار ہو رہے ہیں۔ بعض زبانیں ہیں جن پر ہمیں کوئی اختیار نہیں ہے۔ ابھی کوئی احمدی اُن زبانوں کا ماہر نہیں ملتا تو ماہرین بھی ڈھونڈنے پڑتے ہیں۔ پھر صحیح تراجم کے لئے جو احتیاطیں ضروری ہیں وہ بھی ضروری ہیں اور وقت طلب بھی ہیں تو انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ دو تین ماہ کے اندر اندر ہمارے واقفین کے رسالے کے رسالے میں اُمید رکھتا ہوں ان علاقوں میں جانا شروع ہو جائیں گے اور ایک دو پہلے جا بھی چکے ہیں۔ بعض لوگ جن کے پاس مالی توفیق نہیں ہوتی، وقف کر سکتے ہیں ان کے متعلق میری گذارش یہ ہے کہ وہ وقف سے رُکے نہ رہیں لیکن اگر بعض لوگوں نے جس طرح کہ بعض ہمارے مخلصین اچھی کر رہے ہیں، روپے بھجوانے شروع کئے یا وعدے کئے کہ آپ اپنی طرف سے جس کو چاہیں بھجوائیں ہم وقف میں وقت نہیں دے سکتے مگر رقم مہیا کر سکتے ہیں ایسی رقمیں بھجوائیں اور جیسا کہ میں نے کہا بھجوا بھی رہے ہیں اور وہ اتنی بافی ہوئیں کہ سارے خواہشمندوں کو بھجوایا جا سکے تو انشاء اللہ سب کو بھجوائیں گے لیکن اگر اتنی نہ ہوئیں اور خواہشمند زیادہ ہیں تو ان میں سے انتخاب کرنا ہوگا۔ اور ترتیب اً زیادہ اہلیت والے ہیں اُن کو بھجوا سکیں گے۔

زبانوں کے متعلق بھی معلومات بھجوائی جائیں گی لیکن یہ یاد رکھیں کہ وقف یعنی عارضی وقف کرتے وقت، آپ کے ذہن میں ہو کہ ملک ہے۔ مشرقی یورپ کا ہو، روس ہو۔ یا چین ہو، جو بھی نئے ممالک ہمارے پیش نظر ہیں ان میں سے جو آپ کو زیادہ پسند ہو یا اپنا طبعی رجحان پاتے ہوں۔ اُن کی زبان سیکھنی شروع کر دیں اور سر دست ابتدائی تعلیم کے لئے جو عام لسانی کی یہ چھوٹی چھوٹی کتابیں یا کیسٹس وغیرہ مہیا ہیں اُن سے آپ بے شک کام لیں۔ ابتدائی تعارف ضرور ہو جانا چاہیئے۔ روزمرہ کی چند باتیں کرنی آجائیں اور بعد میں ہم آپ کو جو لٹریچر دیں گے اس سے بہت سی ضرورت پوری ہو جائے گی۔ لیکن کچھ تعارف کے بعد جب آپ وہاں جائیں گے تو وہاں زبان سیکھنی زیادہ آسان ہوگی۔ پہلے سے تعارف ہو تو پھر بہت جلدی انسان رواں ہو جاتا ہے۔ آپ نے دیکھا ہوگا کہ پانی جب خشک جگہ پہ پھینکتے ہیں تو کس طرح آہستہ آہستہ آگے بڑھتا ہے لیکن پانی کو ایک پتلی سی بھی گیلی لکیر مل جائے تو بڑی تیزی سے اس پر بہنے لگتا ہے تو پہلے اگر پانی مہیا نہیں تو گیلی لکیریں ہی اپنے اوپر ڈال لیں اُن زبان کی گیلی لکیروں پر پھر زبان روانی سے چلے گی تو اللہ تعالےٰ توفیق عطا فرمائے جماعت کو بھی اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے کی، ہم آپ کیلئے پوری محنت اور آپ اپنی ذاتی ذمہ داریاں بھی ادا کریں اور دعا بہت کریں۔

یہ آخری بات ہے لیکن ہر پہلی بات سے زیادہ افضل اور زیادہ مضبوط اور طاقتور ہے

دُعاؤں میں جو برکت ہے اسکی کوئی مثال دنیا میں اور کسی تدبیر میں نہیں ہے۔ دُعائیں تدبیر اور دعا دونوں باتیں اکٹھی ہو جاتی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس مضمون پر بہت ہی لطیف روشنی ڈالی ہے اور بہت ہی گہری حکیمانہ باتیں بیان فرمائی ہیں خلاصہ یہی ہے کہ دعا دنیا کی سب سے عظیم تدبیر ہے جو تقدیر پر جال ڈالتی ہے اس سے بڑی تدبیر کیا ہوگی۔ جو تقدیر کو اپنے دام میں لے لے اور تقدیر الٰہی اور انسانی کوششیں جب اکٹھی مل کر آگے بڑھتی ہیں تو دنیا کی کوئی طاقت ایسے آگے بڑھنے والے کی راہ نہیں روک سکتی۔ پس ان دعاؤں سے بھی بہت کام لیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارا حامی و ناصر ہو اور یہ عظیم پہاڑ جو ہمارے سامنے کھڑے ہیں انہیں سَر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

خطبہ ثانیہ کے دوران حضور انور نے فرمایا:۔

اب چونکہ دن چھوٹے ہو چکے ہیں اور جب ہم جمعے کی نماز سے فارغ ہوتے ہیں تو عصر کی نماز کا وقت شروع ہو چکا ہوتا ہے کیونکہ آج کل ۱/۲ ۲ اور ۲ کے درمیان عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔ اس لئے جب تک یہ دن چھوٹے ہیں اور ان کا تقاضا رہے گا اس وقت تک ہم جمعے کے ساتھ عصر کی نماز جمع کرتے رہیں گے۔ پس آج پہلے دن اسی ضرورت کے پیش نظر جمعے کے معاً بعد عصر کی نماز بھی ساتھ ہی پڑھی جائے گی۔

روس اور مشرقی یورپ کے ممالک کیلئے وقف عارضی سکیم میں شرکت کریں

سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حال ہی میں سوویت یونین اور مشرقی یورپ کے ممالک کے لئے وقف عارضی کی سکیم جاری فرمائی ہے جماعت احمدیہ کے ایسے افراد جو چند دنوں سے لے کر چند ہفتوں یا مہینوں تک کا وقت نکال سکتے ہوں، اور اس مقصد کے لئے اخراجات برداشت کر سکتے ہوں ان سے درخواست ہے کہ وہ اس بابرکت سکیم میں حصہ لیں اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد پر لبیک کہیں۔ اس سکیم میں خود یا اپنے دوستوں یا اپنے اہل خانہ کے ہمراہ حصہ لے سکتے ہیں۔ اور سال میں کسی بھی وقت خود کو پیش کر سکتے ہیں۔

(منقول از اخبار الفضل ۱۸ نومبر ۹۰ء)

(وکیل المال تحریک جدید ربوہ)

"ہمیں قادیانیوں کی تبلیغ سے بچایا جائے"

از قلم مکرم رشید احمد صاحب چوہدری پریس سیکرٹری

۲ نومبر ۱۹۸۹ء کو مولویوں کا ایک جم غفیر ربوہ میں جمع ہوا۔ اور ختم نبوت کے نام پر ایک کانفرنس منعقد کی جس میں دیگر کئی مطالبات کے علاوہ یہ مطالبہ بھی دہرایا گیا کہ عوام الناس کو قادیانیوں کی تبلیغ سے بچایا جائے۔ مقررین نے اس بات کی شکایت کی کہ باوجود اس کے کہ آنجہانی ضیاء الحق صاحب نے تعزیرات پاکستان میں کئی شقوں کا اضافہ کر کے احمدیوں کی تبلیغ پر قدغن لگادی تھی احمدی حضرات جب بھی موقع ملے دین کی تبلیغ سے باز نہیں رہتے اور منہ سے خواہ کچھ بولیں یا نہ بولیں اپنی شکل سے۔ عمل سے نیز کردار سے اسلام کے مبلغ بن گئے ہیں۔ انہوں نے حکومت کو یاد دلایا کہ ان کو اس بات کی کسی قیمت پر بھی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ چنانچہ اس کانفرنس میں مولویوں کے ایک رہنما صاحبزادہ طارق محمود جو فیصل آباد سے آئے ہوئے تھے عوام الناس کو مخاطب کرتے ہوئے یوں گویا ہوئے۔

"قادیانیوں کا بچہ بچہ مبلغ ہے کوئی پڑھا لکھا بھی قادیانی بچے سے بات نہیں کر سکتا اگر کوئی قادیانی آپ سے بات کرے تو کان سے پکڑ کر ۲۹۸ سی لگوادیں۔ یہ قادیانیوں کا علاج ہے۔ اور آسمان سے آپ کے لئے بھیجی گئی ہے۔"

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مولوی صاحبان آرڈی ننس مجریہ ۱۹۸۴ء کو نجات دہندہ سمجھتے ہیں اور غالباً اس لئے ہمیشہ اس تاک میں رہتے ہیں کہ جہاں کوئی احمدی نظر آئے فوراً اس کو آرڈی ننس کے تحت گرفتار کرا دیا جائے۔ روزنامہ نوائے وقت لاہور کی ایک رپورٹ کے مطابق پچھلے سال تک [illegible] احمدیوں پر مختلف قسم کے مقدمات درج کروائے گئے۔ جو جولائی ۱۹۹۰ء تک [illegible] تجاوز کر چکے ہوں گے۔

پھر اپنے اس مطالبہ کو مزید تقویت دینے کے لئے اور حکومت پر مزید رعب ڈالنے کے لئے کانفرنس کے اختتام پر ربوہ کی گلیوں کو بازار سمجھتے چند مولویوں نے بس کے اڈہ پر مظاہرہ بھی کیا اور لاریوں کی چھتوں پر چڑھ کر ننگے ہو کر ناچنے لگے جس سے موقع پر موجود با حیا مردوں اور عورتوں نے شرم کے مارے اپنے

منہ چھپا لئے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کے اراکین منظم ہو کر احمدیوں کو مختلف اذیتیں دے کر اپنے زعم میں "خدمت اسلام" کر رہے ہیں وہ لوگ سمجھتے ہیں کہ جھوٹ کا سہارا لے کر اور گھٹیا حربوں سے وہ جماعت احمدیہ کی تبلیغ کو روک سکتے ہیں حالانکہ ایسا کرنا ان کے بس کی بات نہیں کیونکہ جماعت احمدیہ خدا تعالیٰ کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہے یہی وجہ ہے کہ نہ صرف پاکستان سے باہر بلکہ اندرون پاکستان بھی جماعت احمدیہ کی روز بروز ترقی ہو رہی ہے۔ ذیل میں ہم چند واقعات پیش کرتے ہیں جن سے ملاؤں کے اس ٹولے کے عزائم اور حربے واضح ہو جاتے ہیں اور ان کی "خدمت اسلام" کی حقیقت عیاں ہو جاتی ہے۔

واقعہ ربوہ

۱۲ دسمبر ۱۹۸۸ء کو ربوہ کے ایک احمدی ڈاکٹر سلطان احمد مجاہد ربوہ سے فیصل آباد جانے کے لئے بس پر سوار ہوئے۔ اسی بس میں ۳، ۴ نوجوان بھی سفر کر رہے تھے۔ انہوں نے ڈاکٹر صاحب کی انگلی پر کلمہ طیبہ کی انگوٹھی دیکھی اور پوچھا کہ کیا تم قادیانی ہو۔ ڈاکٹر صاحب نے جواب دیا کہ وہ احمدی ہیں اس پر انہوں نے غصے سے کہا یہ انگوٹھی اتار دو کیونکہ غیر مسلم نہیں پہن سکتا۔ ڈاکٹر صاحب کے انکار پر انہوں نے زبردستی انگوٹھی اتارنے کی کوشش کی۔ چنیوٹ تک یونہی تکرار ہوتی رہی۔ چنیوٹ پر ان نوجوانوں نے ڈاکٹر صاحب کو بس سے اتارا جی بھر کر گالیاں دیں اور مارتے ہوئے تھانہ صدر لے گئے۔ پولیس والوں نے انہیں مشورہ دیا کہ سٹی تھانہ جائیں۔ وہاں پہنچے تو پولیس آفیسران نے کہا کہ یہ کیس ربوہ کا ہے لہٰذا ڈاکٹر صاحب کو ایک ویگن میں لا کر [illegible] کے متعلق معلوم ہوا کہ مولوی منظور چنیوٹی نے بھجوائی تھی لہٰذا وہ ربوہ تھانہ لے گئے جہاں ان کے خلاف کلمہ طیبہ کی انگوٹھی پہننے اور تبلیغ کرنے کے جرم میں زیر دفعہ ۲۹۸/سی اور ۲۹۸/سی مقدمہ درج کر دیا گیا۔

واقعہ مردان

خواجہ منی الدین قمر لکھتے ہیں۔

"مورخہ ۲۳ جون ۱۹۸۹ء کا واقعہ ہے کہ ہم دو تین دوست چندہ اکٹھا کرنے کی نیت سے نکلے اور ایک احمدی کی دوکان پر پہنچنے کے لئے ایک گلی میں سے گذر رہے تھے کہ اچانک ایک مولوی شوکت نامی نے جو مجلس ختم نبوت کا نائب صدر تھا ہمیں روکا اور کہا "کتاب دکھائیں"۔ کتاب سے مراد رسید بک تھی۔ پھر اس نے زبردستی مجھ سے رسید بک چھیننے کی کوشش کی اسی اثنا میں اس کے مزید ساتھی بھی پہنچ گئے اور وہ مجھ سے رسید بک حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے اور پھر ہمیں ساتھ لے کر تھانے چل پڑے۔ راستے میں امیر صاحب کشور خان ہمیں مل گئے امیر صاحب نے ان لوگوں سے بات کرنا چاہی جس پر وہ ہاتھا پائی پر اتر آئے شور مچا کر لوگوں کو اکٹھا کر لیا۔ اور کہنا شروع کیا کہ یہ لوگ تبلیغ کر رہے ہیں۔ پولیس بھی موقع پر پہنچ گئی۔ اور ہمیں پکڑ کر تھانے لے گئی۔ اور حوالات میں بند کر دیا گیا۔ حوالات میں اندر اتنی بو تھی کہ ایک منٹ بھی وہاں ٹھہرنا محال تھا اس کے علاوہ کیڑے مکوڑے بھی بکثرت تھے ہم ایسے حالات کے عادی نہ تھے اس لئے بہت پریشان ہو گئے مگر رضائے الٰہی کی خاطر سب کچھ خندہ پیشانی سے قبول کر لیا۔ جوں توں کر کے رات گذاری اور اپنے رب کے حضور سر بسجود ہو کر دعا کی کہ اس امتحان میں ہمیں سرخرو کیجیو۔ دوسرے دن دوپہر کو ہمارے خلاف تبلیغ کرنے کے جرم میں نیز لڑائی جھگڑا کرنے کے جرم میں مقدمہ درج کر دیا گیا ہمیں ہتھکڑی لگا کر عدالت میں پیش کیا گیا اور جیل بھجوا دیا گیا۔ مورخہ ۳ جولائی کو ہماری ضمانتیں ہو گئیں۔ اس طرح گیارہ دن جیل میں رہنے کے بعد ہماری رہائی ہوئی۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء۔ یہ میرا [illegible] جیل جانے کا پہلا تجربہ تھا مگر چونکہ دین کی خاطر جیل بھگتنا پڑی تھی اس لئے دلی اطمینان تھا اور چہرے پر کوئی گھبراہٹ کے آثار نہ تھے دین کے لئے تو ہماری جان بھی حاضر ہے۔"

واقعہ خوشاب

امیر جماعت [illegible] خوشاب جہانگیر محمد جوئیہ حضرت اقدس کی خدمت میں لکھتے ہیں:۔

"۱۱ ستمبر ۱۹۸۹ء کو مربی سلسلہ خوشاب مکرم جاوید احمد جاوید دورہ پر جانے کے لئے بس سٹینڈ کی طرف جا رہے تھے کہ راستے میں سبزی منڈی کے قریب ختم نبوت کے چند کارکنوں نے ان کو روکا۔ اور دو تین تھپڑ مارنے کے بعد ان کے ہاتھوں سے بیگ چھین لیا۔ بیگ میں کچھ مذہبی لٹریچر تھا چونکہ تھانہ بالکل نزدیک تھا اس لئے مربی صاحب سیدھے تھانہ چلے گئے اور ان سے شکایت کی کہ ختم نبوت کے کارکنوں نے انہیں مارا ہے اور ان کا بیگ چھین لیا گیا ہے۔

پولیس انسپکٹر اور چند سپاہی ان کے ساتھ چل پڑے اور وہاں پہنچے جہاں حملہ آور تھے۔ پولیس نے انہیں پوچھا کہ تم نے اس کا بیگ کیوں چھینا ہے تو انہوں نے کہا کہ ہمیں تبلیغ کی گئی ہے اور ساتھ ہی بیگ میں سے لٹریچر نکال کر پیش کر دیا۔ اس پر انسپکٹر پولیس بہت برہم ہو گیا۔ اور گالیاں نکالتا ہوا مربی صاحب کو تھانے لے آیا۔ اور پھر حوالات میں بند کر دیا۔ اور پرچہ درج کر دیا گیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک اور احمدی رانا عطاء اللہ صاحب کا ادھر سے گذر ہوا تو انہیں بھی انہی غنڈوں نے پکڑ لیا اور ان کا کاغذات چھین لئے اور پھر تھانے کی طرف لے گئے مگر جو نکہ ان کے پاس سے کوئی کتاب وغیرہ نہ نکلی لہٰذا انہیں چھوڑ دیا گیا۔

شام کو جب جماعت احمدیہ کا ایک وفد ڈی۔ ایس پی سے ملا اور تمام واقعہ سنایا تو ڈی ایس پی نے تھانہ خوشاب فون کر کے معلوم کیا کہ مربی کے خلاف کیوں پرچہ درج کیا گیا ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ ایس پی صاحب کے حکم سے ایسا کیا گیا ہے۔

ملک محمد اعظم ٹیچر ڈی۔ آئی۔ ہائی سکول ربوہ جن پر سکول میں تبلیغ کرنے کا مقدمہ دائر کیا گیا اپنی روئیداد یوں بیان کرتے ہیں:۔

"۲۸ مئی ۱۹۸۹ء کو خاکسار حسب معمول سکول گیا تو معلوم ہوا کہ سکول میں متعلق دو طالبعلم مرزا محمد اسلم اور ملک محمد اسلم جو مولوی منظور چنیوٹی کے شاگرد ہیں نے ہیڈ ماسٹر کو شکایت کی ہے کہ محمد اعظم سکول میں تبلیغ کرتا ہے۔ انہوں نے ہیڈ ماسٹر پر زور دیا کہ وہ پولیس کو بلا کر مقدمہ درج کرائیں۔ ہیڈ ماسٹر صاحب نے کہا کہ وہ انکوائری کروائیں گے [illegible] تو مخالفانہ کارروائی بھی کریں گے اور پولیس کو بھی اطلاع دیں گے اس یقین دہانی کے باوجود ان دونوں کی تسلی نہ ہوئی۔

اور انہوں نے ایک درخواست لکھ کر سکول کے ۲۲ غیر احمدی اساتذہ سے دستخط کرا کے ہیڈ ماسٹر صاحب سے مطالبہ کیا کہ کیس پولیس کے پاس بھجوایا جائے۔ ہیڈ ماسٹر نہ مانے اور پولیس میں کیس بھجوانے کی بجائے تین سینئر اساتذہ کی ایک کمیٹی تحقیقات کے لئے مقرر کر دی جنہوں نے الزامات کی فہرست مجھے دے کر ۱۰ر مئی تک جواب دینے کو کہا۔

مولوی صاحبان اس انکوائری پر خوش نہ تھے کیونکہ اس طرح انہیں اپنے جھوٹ کا بھانڈا پھوٹنے کا ڈر تھا۔ لہٰذا انہوں نے میرے جواب کا انتظار کئے بغیر مورخہ ۱۰ر مئی کو جب ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر دورہ پر آئے تو ان کے سامنے پیش ہو کر مطالبہ کیا کہ محمد اعظم کو فوری معطل کر کے انکوائری کروائی جائے اور کہا کہ یہ "قادیانی مبلغ ہے۔ اسے قومی ادارہ میں نہیں رہنا چاہیئے" ڈسٹرکٹ ایجوکیشن افسر نے اسی وقت ایک سوالنامہ تیار کر کے مجھے کہا کہ ابھی اس کا جواب دو۔ میں نے تحریری طور پر جواب داخل کرا دیا جس پر ان کی تسلی ہو گئی اور انہوں نے مزید کوئی کارروائی نہ کی۔ مولانا منظور چنیوٹی کے معتبر شاگردوں کی یہ پہلی سبکی تھی۔

۱۰/۵/۸۹ کو سکول کے تشکیل شدہ بورڈ نے انکوائری کی جس کے جواب میں خاکسار نے اپنا تحریری بیان انکوائری کمیٹی کے سامنے پیش کر دیا۔ جب انکوائری کمیٹی نے مولویوں کو الزامات کا ثبوت پیش کرنے کے لئے کہا تو انہوں نے انکار کر دیا۔ اس پر ہیڈ ماسٹر صاحب نے ۲۷ر جون کو ڈسٹرکٹ ایجوکیشن افسر کو مکمل کیس بھجواتے ہوئے لکھا کہ شکایت کنندہ اپنے عائد شدہ الزامات ثابت کرنے میں ناکام رہے ہیں۔ مولویوں کی ذلت کا یہ دوسرا موقع تھا۔ مگر چونکہ ملاں اپنی ہار ماننے والے نہ تھے وہ اپنے گورو منظور چنیوٹی "فاتح مباہلہ" کے پاس امداد کے لئے پہنچے اور ان کی مدد سے ۲۵/۷/۸۹ کو تھانہ ربوہ میں میرے خلاف مقدمہ درج کرا دیا گیا۔

مرزا محمد اسلم نے جو درخواست پولیس والوں کو دی اس میں لکھا کہ "محمد اعظم قادیانی مذہب کی سکول میں مسلمانوں کو کھلے عام تبلیغ کرتا ہے۔ قادیانی مذہب کو سچا مذہب اور قادیانیوں کو ہدایت یافتہ کہتا ہے۔ مسلمانوں کو گمراہ اور غلط کہتا ہے" یہ بھی لکھا کہ "مورخہ ۶/۵/۸۹ کو میرے سامنے قادیانی مذہب کی تبلیغ کی اور کہا کہ قادیانی مذہب قبول کر لو یہی سیدھا راستہ ہے۔ راہ راست پر آجاؤ ورنہ جہنم میں جلو گے اس سے میرے مذہبی جذبات مجروح ہوئے ہیں۔"

۷/۸/۸۹ کو جب خاکسار اپنی ضمانت کی توثیق کے لئے جھنگ گیا تو مولوی حضرات بھی اپنے دو وکلاء کے ساتھ عدالت میں پہنچے ہوئے تھے۔ انہوں نے پولیس سے ملی بھگت کر کے میرے کاغذات میں سے میرے بیان جو میں نے پولیس کے روبرو دیئے تھے غائب کر دیئے۔ اس طرح ان کا مقصد تھا کہ یہ ثابت کر کے کہ خاکسار شامل تفتیش نہیں ہوا فوری طور پر مجھے گرفتار کروا دیا جائے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا اور جب میں جج کے سامنے پیش ہوا تو انہوں نے فائل دیکھتے ہی کہا کہ یہ تو چنیوٹ عدالت کا کیس ہے۔ جب انہیں بتایا گیا کہ چنیوٹ عدالت کے جج صاحب چھٹی پر ہیں تو انہوں نے ۱۷/۸/۸۹ تک میری ضمانت بڑھا دی۔ اس طرح ایک بار پھر مولویوں کو ذلت کا سامنا کرنا پڑا کیونکہ وہ مجھے ہتھکڑی میں دیکھنا چاہتے تھے۔ گو خاکسار ذہنی طور پر اس کے لئے تیار تھا مگر خدا تعالیٰ نے مولویوں کے مقدر میں ابھی اور ذلت رکھی ہوئی تھی۔

۱۷/۸/۸۹ کو پھر جھنگ عدالت میں پیشی ہوا تو جج نے ۲۳/۸/۸۹ کو چنیوٹ عدالت میں حاضر ہونے کے احکام جاری کر دیئے اور ضمانت کی توسیع بھی ۲۳/۸/۸۹ تک کر دی۔

چنیوٹ عدالت میں مقدمہ کی سماعت ۱۳/۹/۸۹ کو شروع ہوئی۔ مولویوں نے جج پر رعب ڈالنے کے لئے مولوی منظور چنیوٹی کے مدرسہ کے ۵۰ طلباء کو نعرہ بازی کے لئے بلایا ہوا تھا۔ اسی طرح مولوی اللہ یار ارشد اور دیگر مولوی بھی عدالت میں حاضر تھے۔

جج صاحب نے میرے وکیل سے کہا کہ اپنا موقف پیش کریں۔ جس پر چوہدری بشارت احمد صاحب نے کہا جناب پہلے اس بات کا تعین ہو جانا چاہیئے کہ محمد اعظم نے تبلیغ کہاں کی ہے اور کب کی ہے۔ کیونکہ مقدمہ کی تفصیل میں نہ وقت درج ہے نہ مقام درج ہے اور نہ ہی کوئی نقشہ شامل ہے اس پر جج نے مخالف وکیل سے پوچھا کہ مقام اور وقت کا تعین کیا جائے۔ مخالف وکیل نے جج کو بتایا کہ مقدمہ کی تفصیل میں درج ہے کہ تبلیغ سکول کے اندر کی گئی ہے اور سکول ٹائم میں کی گئی ہے۔ اور ۶/۵/۸۹ کے دن کی گئی ہے۔ اس پر احمدی وکیل نے جج صاحب سے استدعا کی کہ براہ کرم دن اور وقت نوٹ فرمالیں تاکہ مخالفین اپنے بیانات سے بدل نہ جائیں۔ اس پر جج صاحب نے مخالف وکیل کی تصدیق کے بعد کہا "آپ آگے بات کریں۔ دن اور جگہ ٹھیک ہیں اور مخالف اپنے بیان نہیں بدلے گا"۔ اس پر احمدی وکیل نے جج کو بتایا کہ ۶ر مئی کو عید الفطر کی وجہ سے سکول بند تھا اس لئے تبلیغ کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا مقدمہ سراسر جھوٹا ہے۔ انہوں نے عدالت میں اخباری تراشے بھی پیش کئے جن سے واضح تھا کہ ۵ر مئی تا ۸ر مئی عید الفطر کی وجہ سے تمام ادارے بند تھے۔ جج نے ریڈر کو چھٹیوں کا شیڈول لانے کو کہا اس میں بھی وہ دن چھٹیوں کے دن تھے۔ مزید برآں عدالت میں رجسٹر حاضری مدرسین کی متعلقہ صفحہ کی فوٹو کاپی بھی پیش کی گئی جس سے واضح طور پر ثابت ہو گیا کہ ملاں نے جھوٹ بولا ہے۔ جج صاحب حیرانی سے ملاؤں کو مخاطب کرتے ہوئے بولے۔ "دیکھو آپ لوگ مسلمان کہلاتے ہو۔ میں بھی مسلمان ہوں۔ ہمارا مذہب سچائی کی تعلیم دیتا ہے۔ ہمارے رسول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ سچ بولتے تھے۔ سچ کی وجہ سے اسلام ساری دنیا میں پھیلا تھا۔ اگر کسی مذہب میں سچائی نہ ہو تو وہ پھیل نہیں سکتا۔ افسوس آپ نے جھوٹا مقدمہ درج کرایا ہے۔"

اس طرح مولوی منظور چنیوٹی کے شاگردوں کا ایک اور جھوٹ ثابت ہو گیا اور مولویوں کی ذلت کا خدا تعالیٰ نے ایک اور موقع بہم پہنچایا۔ اور مولوی منظور چنیوٹی جو بزعم خود "فاتح مباہلہ" بنا ہوا تھا کی خفت کے سامان پیدا ہوئے۔ اور چونکہ مباہلہ کا مقصد ہی جھوٹے کے جھوٹ کو آشکارا کرنا ہوتا ہے اس لئے ضروری تھا کہ انہی عدالتوں سے جن پر مولویوں کے طبقے کو بہت گھمنڈ تھا اور جہاں وہ اپنی طاقت کا مظاہرہ کر کے نعرہ بازی کروا کے مقدمات کے فیصلے اپنے حق میں کروا لیتے تھے مباہلہ کی وجہ سے ان کا جھوٹ ثابت ہو جاتا۔ مقدمہ چونکہ جھوٹ پر قائم تھا اس لئے جج صاحب نے مقدمے کی تفصیل جاننے کے لئے مخالف وکیل سے دریافت کیا کہ کیا وجہ ہے کہ وقوعہ تو آپ کی رپورٹ کے مطابق ۶ر مئی کو ہوا اور پرچہ ۲۵ر جولائی کو درج کیا گیا جس میں درج کیا گیا ہے کہ آپ کے موکل کے جذبات مجروح ہوئے ہیں۔ آخر اتنا عرصہ پرچہ درج کرانے میں کیوں لگا۔ مخالف وکیل نے جواب دیا کہ جناب درخواست اوپر گئی ہوئی تھی۔ اوپر سے آتے آتے تاخیر ہو گئی ہے۔

جج صاحب نے کہا وکیل صاحب ذرا غور سے ایف آئی آر ملاحظہ کریں اس میں درج ہے کہ درخواست ۲۵ر جولائی کو دی گئی ہے اور اسی روز دن کے تین بجے بلا توقف پرچہ درج کیا گیا ہے اس لئے آپ کی بات درست نہیں ہو سکتی۔

سچ ہے جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے جب جج نے پوچھا کہ ۶ر مئی کو تو سکول بند تھا پر تبلیغ کیسے ہوئی تو مخالف وکیل کھسیانہ ہو کر بولا۔ جناب ۶ر مئی کو سکول پانچ منٹ کے لئے لگا تھا۔ اسمبلی ہوئی جس میں چھٹیوں کا اعلان کیا گیا۔ طلبہ چلے گئے تو محمد اعظم نے اساتذہ کو تبلیغ شروع کر دی۔

جج نے کہا کہ یہ بات قرین قیاس نہیں مگر میں سکول کے ہیڈ ماسٹر کو بلوا لیتا ہوں۔ اور ان سے پوچھ لیتا ہوں کہ ۶ر مئی کو دو منٹ کے لئے سکول لگا تھا یا نہیں۔ اور نئی تاریخ پیشی دے دی گئی۔ اب مولویوں کا کمرہ عدالت سے ذلت اور رسوائی کے ساتھ نکلنے کا منظر قابل دید تھا۔ باہر نکلتے ہی ان کا وکیل مولویوں پر برس پڑا اور کہا بے غیرتو۔ تم نے جھوٹا پرچہ درج کرا کے مجھے بھی ذلیل کروا دیا۔ تاریخ تو سوچ سمجھ کر درج کروانی تھی۔

مورخہ ۱۱/۱۰/۸۹ کو جب عدالت میں پھر پیشی ہوئی تو پولیس انسپکٹر نے مندرجہ ذیل بیان عدالت میں داخل کرایا۔

"مقدمہ نمبر ۲۳۱/۸۹ زیر دفعہ ۲۹۸/سی تعزیرات پاکستان انسپکٹر مسٹر ذوالفقار بیان کرتے ہیں کہ مقدمہ جھوٹا پایا گیا ہے اور خارج کر رہے ہیں۔"

اس طرح مباہلہ کی بدولت مولوی منظور چنیوٹی کے شاگردوں کے ایک اور جھوٹ پر مہر تصدیق ثبت ہو گئی۔

اس مقدمہ کے دوران کسی نے ڈسٹرکٹ ایجوکیشن افسر جھنگ کو فون پر بتایا "محمد اعظم نے سکول میں بڑا فساد مچا رکھا ہے۔ اس کے خلاف جلوس نکلا ہے۔ پولیس محمد اعظم کو پکڑ کر لے

گئی ہے۔ اب یہ فیروز آباد سے ٹرانسفر کی بجائے ورنہ بہت بڑا آپریشن کرنا پڑے گا۔ حالات بے قابو ہو جائیں گے؟

اس پر ڈسٹرکٹ ایجوکیشن افسر نے مجھے جھنگ طلب کیا اور معاملہ دریافت کیا۔ میں نے بتایا کہ یہ سب جھوٹ ہے نہ ہی کوئی جلوس نکلا ہے اور نہ ہی مجھے گرفتار کیا گیا ہے۔ اس کے باوجود انہوں نے حکم دیا کہ روزانہ جھنگ حاضری دیا کروں اور ایک اور انکوائری شروع ہو گئی ۵-۸-۸۴ کو انکوائری آفیسر کے مطابق سب کچھ جھوٹ قرار دیا گیا۔ مگر اس کے باوجود میرا تبادلہ کوٹ امیر شاہ کر دیا گیا ہے۔ گو اب میرے واپس ربوہ جانے کے احکام جاری ہو چکے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کی شان دیکھئے میرے مخالف مولوی صاحبان کو محکمہ تعلیم نے بدامنی کے الزامات کی بناء پر ۲-۳-۸۷ کو ربوہ سے ٹرانسفر کر دیا ہے۔ اور مولوی منظور چنیوٹی کے شاگردوں کی ایک اور بار سبکی ہوئی۔ میں احباب جماعت سے دعا کی درخواست کرتے ہوئے اس امر کا اظہار بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ اس تمام مقدمہ کے دوران برادرم مکرم ملک محمد نواز صاحب ریٹائرڈ سب انسپکٹر پولیس نے میری ہر قدم پر رہنمائی فرمائی۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزاء دے۔

اب یہ بھی سنئے مرزا محمد اسلم جو ایک عرصہ سے تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ میں جماعت احمدیہ کے خلاف طوفان بدتمیزی بپا کرنے میں پیش پیش ہے کے متعلق سکول کے ہیڈ ماسٹر صاحب جو احمدی نہیں اپنے حکام بالا کو کیا لکھتے ہیں۔ مورخہ ۲۶-۳-۸۷ کو محکمہ تعلیم کے افسران بالا کو حالات کی اطلاع دیتے ہوئے وہ لکھتے ہیں:۔

"گزارش ہے کہ گورنمنٹ تعلیم الاسلام ہائی سکول ربوہ کے ایک بدنام زمانہ ٹیچر مرزا محمد اسلم کی شر انگیزیوں بے قاعدگیوں اور ریشہ دوانیوں کی بنا پر جسے اس سکول سے ٹرانسفر کیا گیا ہے۔ اس نے اپنے مذموم عزائم کی تسکین و تکمیل کے لئے فیصل آباد کے مولوی فقیر محمد کو اپنا کر میرے اور سکول کے متعلق بے بنیاد من گھڑت اور جھوٹے الزامات لگانا ان کی اشاعت کرنا اور افسران بالا کو مطلع کرنا شروع کر رکھا ہے۔ لہٰذا۔ روزنامہ جنگ مورخہ ۲۴-۲-۸۷ کی خبر میں سوچے سمجھے شر انگیز منصوبے کا ایک حصہ اور افتراء پردازی کا ایک پلندہ ہے۔ میں پوری ذمہ داری کے ساتھ اس لغو اور جھوٹی خبر کے تمام مندرجات کی مذمت کے ساتھ تردید کرتا ہوں اور مولوی فقیر محمد کے مذکورہ انفرادی بیان میں لگائے گئے الزامات کی تفصیل سے وضاحت کرتا ہوں تا حکام بالا پر واضح ہو جائے کہ مرزا اسلم کس قدر دروغ گو اور چغلخور ہے۔

(۱) :- ستمبر ۱۹۸۵ء میں ماسٹر مشتاق احمد نے طلبہ کو سائنس کا ایک جنرل سوال ڈالا جس میں نوٹ لکھنے کے لئے اور سائنسدانوں کے علاوہ ڈاکٹر عبد السلام کا نام بھی تھا اس پر مرزا اسلم اور اس کے ساتھیوں نے واویلا کیا بات مولوی منظور احمد چنیوٹی اور حکام بالا تک پہنچائی۔ ماسٹر مشتاق کی وضاحت کے بعد مولوی منظور احمد چنیوٹی نے تسلی پا کر حکام بالا کو چٹھی دی کہ شکایت کا ازالہ ہو گیا ہے لہذا اس قصہ کو یہیں ختم کر دیا جائے لہذا وہ معاملہ ختم ہو گیا...... مرزا اسلم دو سالہ پرانے ختم شدہ واقعہ کو ہوا دے کر اپنی مقصد براری کی سعی لا حاصل کر رہا ہے۔

(۲) :- اکتوبر ۱۹۸۶ء میں جماعت ہشتم کے ایک احمدی بچے نے نظم پڑھی۔ کسی ٹیچر نے شکایت نہیں کی صرف مرزا اسلم کو تکلیف ہوئی تو اس کے مطالبہ پر میں نے بچے کو سکول سے نکال دیا اس پر مرزا اسلم مطمئن ہو گیا۔ اب چھ ماہ بعد طوفان بدتمیزی برپا کرنے کا کیا مطلب! بات واضح ہے۔

(۳) :- خبر میں تیسرا سنگین الزام یہ ہے کہ سکول میں احمدی اساتذہ اور طلباء "قادیانیت" کی تبلیغ کرتے ہیں۔ سکول میں اس وقت میرے سمیت ۳۵ مسلمان اساتذہ ہیں اور کوئی چار سو سے زائد مسلمان طلباء۔ کسی کو کوئی شکایت نہیں ہے۔ نہ مسلمان اساتذہ کو نہ مسلمان طلبا کو اور نہ ہی طلبہ کے والدین کو۔

دراصل یہ سب کچھ مرزا اسلم کی انگیخت پر ہو رہا ہے ورنہ تبلیغ تو کجا میں نے احمدی اساتذہ پر کڑی پابندیاں عائد کر رکھی ہیں۔ مثلاً۔

(ا) انہیں سکول کی مسجد تو درکنار سکول کے احاطہ میں بھی نماز پڑھنے کی اجازت نہیں ہے۔

(ب) اسمبلی میں احمدی طلباء کو قرآن کریم کی تلاوت کی ممانعت ہے۔

(ج) احمدی اساتذہ کو اسلامیات کا مضمون پڑھانے کی اجازت نہیں ہے۔

(د) مسلمان اساتذہ اپنے اختلافی مسائل پر مبنی کتب و رسائل سکول میں لے آتے ہیں مگر احمدی اساتذہ کو جوابی رسائل و کتب سکول لانے کی ہرگز اجازت نہیں ہے۔

(ہ) احمدی اساتذہ کو اسلامی اصطلاحات استعمال کرنے کی سخت ممانعت ہے۔

(و) مسلمان اساتذہ بعض دفعہ اسمبلی میں اختلافی مسائل بھی بیان کر دیتے ہیں جس پر احمدی اساتذہ کی دل آزاری کی شکایت پر کوئی نوٹس نہیں لیا جاتا۔

(ز) مسلمان استاد آئے دن اپنے اجتماعات اور جلسوں کے اشتہار سکول میں چسپاں کرتے رہتے ہیں مگر احمدیوں کو ایسا کرنے کی اجازت نہیں۔

(ح) کسی قسم کی سرکاری یا غیر سرکاری تقریب میں احمدی اساتذہ کو نمایاں حصہ لینے کا موقع نہیں دیا جاتا۔

(ط) سکول میں بزم ادب کے پروگرام کروانا بھی مسلمان اساتذہ کے ذمہ ہے۔

(ی) کسی احمدی طالب علم کو قرآن خوانی یا نعت خوانی کی اجازت نہیں۔

ان حقائق کی روشنی میں آپ بخوبی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ احمدی کیسے سکول میں "قادیانیت" کی تبلیغ کر رہا ہے۔ یہ بہتان عظیم ہے جس کا حقیقت سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ یہ سب کچھ مرزا اسلم کی شر انگیزی ہے۔ اس وضاحت کے بعد میں ذمہ دار حکام سے استدعا کرتا ہوں کہ وہ مولوی فقیر محمد کو لگام دیں جو اپنے ایک ادنیٰ وظیفہ خوار کارکن کے بہکانے پر میری شہرت کو داغدار کرنے کا ادھار کھائے بیٹھا ہے۔

دستخط

ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ٹی آئی ہائی سکول ربوہ ضلع جھنگ۔

اور اب آخر میں ایک واقعہ راولپنڈی کا بھی سن لیجئے۔ ملک محمد انور صاحب بیان کرتے ہیں:۔

۱۳ر جنوری ۱۹۹۰ء کو صبح ۱۱ بجے خاکسار اپنے کاروبار کے سلسلہ میں ایک دکان پر گیا۔ اچانک وہاں ایک نوجوان ملا ٹیپ ریکارڈ لے کر آگیا اور میرا راستہ روک کر مجھ پر سوالات کی بوچھاڑ کر دی۔ تم کون ہو؟ تم تبلیغ کیوں کرتے ہو؟ تم کافر ہو؟ وغیرہ وغیرہ۔

اس اثناء میں اس نے ٹیپ ریکارڈ آن رکھا۔ جب میں نے کچھ جواب نہ دیا تو اس نے میرے گلے میں مفلر ڈال کر مروڑنا شروع کیا اور ساتھ ہی مکے مارنے لگا۔ جس سے مجھے شدید چوٹیں آئیں۔ اس کے بعد اس نے وہیں سے اپنے ساتھیوں کو ٹیلیفون کیا اور جماعت احمدیہ کا لٹریچر منگوا کر جو ان کے پاس پہلے سے موجود تھا مجھ پر الزام لگایا کہ میں لٹریچر تقسیم کر رہا تھا۔ یہ سارا واقعہ بھرے بازار میں ہوا مگر کوئی شخص میری مدد کو نہ آیا۔ بعد ازاں ان لوگوں نے مجھے زبردستی ٹیکسی میں ڈال کر تھانہ پہنچا دیا۔ جہاں میرے خلاف تبلیغ کرنے کے الزام میں پرچہ درج کر لیا گیا۔ اور مجھے جیل بھجوا دیا گیا۔ پورے اٹھارہ دن کے بعد میری ضمانت ہوئی اور مجھے جیل سے رہائی ملی ہے۔

احباب کرام! اس زمانہ کے علماء نے ہر قدم پر ہر معاملہ میں جھوٹ بولنے کا عہد کر رکھا ہے۔ اسی وجہ سے پوری قوم انحطاط کا شکار ہوتی جا رہی ہے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے خطبہ فرمودہ ۱۰ر نومبر ۱۹۸۹ء میں قوم کو تنبیہ کرتے ہوئے فرمایا "جب تک قوم ان علماء کا دامن نہیں چھوڑتی جب تک ان کذابین کا دامن نہیں چھوڑتی مسلمان قوم کے لئے جہاں جہاں اس قسم کے علماء کے ساتھ وہ چمٹے ہوئے ہیں کوئی امن اور سکون نہیں ہے۔ جو چاہیں وہ کر لیں۔ جب تک ان کی نحوست کے سائے سے چل کر باہر نہیں نکلتے اس وقت تک وہ کبھی چین نہیں پائیں گے کبھی ان کا کچھ نہیں بن سکے گا۔ اور ان کی تقدیر بننے کی بجائے بگڑتی چلی جائے گی۔ یہ ہے وہ سلوک، جو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ قرآن کریم کے مطابق خدا کے بھیجوں کے منکرین سے ہوا کرتا ہے اور ہمیشہ سے ہوتا چلا آیا ہے"

منقولات

مولانا حمید الدین شمس کا ٹیلی ویژن پر لیکچر اور قومی یکجہتی ریلی سے مخاطبت ایک ماہ و شاہکار

نامہ نگار آندھرا جرنل ۲۹ر اکتوبر جس روز شہر بلکہ ملک میں بد امنی کی وجہ سے بڑے بڑے شہروں میں کرفیو نافذ کر دیا گیا تھا۔ مولانا حمید الدین شمس انچارج احمدیہ مسلم مشن کا قومی یکجہتی کے عنوان پر ٹیلی ویژن پر لیکچر ہوا جس میں آپ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بے مثالی عفو اور درگزر کے نمونہ کو پیش کرتے ہوئے حجۃ الوداع کے عظیم المرتبت خطبہ کو بھائی چارگی مساوات اور اخوت کے لئے پیش کیا نیز مولانا شمس نے حضرت مرزا غلام احمد بانی جماعت احمدیہ کی زندگی کی آخری کتاب پیغام صلح کا حوالہ دیتے ہوئے منافرت کو دور کرنے کے لئے پیش کیا بہر کیف آندھرا پردیش کی تاریخ میں یہ پہلا موقع ہے کہ قادیانی جماعت نے بہترین انداز سے منافرت کو دور کرنے کے لئے ٹیلی ویژن کے ذریعہ کروڑوں افراد تک محبت کا پیغام پہنچایا اور جماعت کو متعارف کروایا ہے۔ اسی طرح مولانا شمس کو سکندر آباد میں جناب سیٹھ اسحٰق مل جین نے جو امن کی ریلی نکالی اس میں خصوصی طور پر مدعو کیا اور جماعت احمدیہ کے دو نمائندے پروفیسر حافظ صالح محمد الٰہ دین اور سیٹھ یوسف احمد الٰہ دین اس ریلی میں پیش پیش تھے اس ریلی کو شہر کے معروف ترین علاقوں سے گذارا گیا۔ اور مولانا حمید الدین شمس نے تین لیکچر قومی یکجہتی۔ امن۔ اتحاد پر عوام کو مخاطب کیا۔ اور ریلی میں بار بار منتظمین کی طرف سے اعلان ہو رہا تھا کہ اس ریلی کو جماعت احمدیہ کے اشتراک سے نکالا جا رہا ہے اور ایک موقعہ پر تو سامعین کے اصرار پر مولانا شمس کو گاڑی کے اوپر کھڑے کر کے تقریر کروائی گئی۔ آندھرا پردیش میں یہ پہلا موقع ہے کہ اس طرح قادیانی لوگوں نے کھل کر اپنے مؤقف کو پیش کر کے عوام سے داد حاصل کی ہے اور اسی روز ٹیلی ویژن پر ریلی کے مناظر دکھائے گئے اور خصوصی طور پر مولانا شمس کو پیش کیا گیا یہ بھی سنا گیا ہے کہ چند دن پہلے ضلع کریم نگر کے علاقے میں ایک بہت بڑی جماعت ان لوگوں نے بنائی ہے۔ سیٹھ محمد معین الدین امیر جماعت اور مولانا حمید الدین شمس ان منصوبوں میں پیش پیش ہیں ماہ نومبر میں ہی ان کا ایک بہت بڑا اجتماع پارٹی میں ہونے والا تھا جس میں مرزا وسیم احمد جو خلیفہ صاحب کے بھائی ہیں خود شرکت کرنے والے تھے لیکن ملتوی کر دیا گیا۔ ورنہ ایسا ہوتا اور کس قدر لوگ اس جماعت میں شامل ہو جاتے کیونکہ مرزا وسیم احمد کی شخصیت لوگوں کو فوراً متاثر کر دیتی ہے میں خود بھی ان سے مل چکا ہوں۔ اس علاقہ کو زرخیز سمجھ کر خلیفہ صاحب اور مرزا وسیم احمد صاحب انہیں ہدایات دے رہے ہیں اور اب تو قادیانی ان علماء کی مخالفت کو کھاد سے تشبیہ دیتے ہیں اور علماء کرام کو زیارتوں اور نیازوں اور سعودی ریالوں پر تکیہ کئے ہوئے ہیں ہم آخر کس کو جا کر کہیں کہ قادیانی بڑھ رہے ہیں ان کا مقابلہ کیا جائے۔ ابھی وقت ہے ہوش میں آیئے ورنہ آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا۔

ہفت روزہ آندھرا جرنل حیدر آباد
۷ر نومبر ۱۹۹۰ء

لمحہ فکریہ! حضرت مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی مرحوم کے

نواسے نے بھی قادیانیت قبول کر لی

قادیانیت کے مقابل پر ویسے تو بڑے بڑے علماء دین و شرح متین اٹھے تاکہ اس فتنے کو بکھیر کر رکھ دیا جائے اور ان کی جڑیں کاٹ دی جائیں۔ اور ان علماء کی شخصیت اور حیثیت پہاڑوں جیسی تھی۔ ہم بھی ایک عرصہ سے علماء دکن کو بار بار توجہ دلا رہے ہیں کہ قادیانی اس علاقہ میں سرعت سے بڑھ رہے ہیں آخر کوئی حربہ ان کو روکنے کا کیا جائے لیکن یہ بھی حقیقت ہے کہ جس قدر ان کو دبایا جاتا ہے اسی قدر یہ لوگ ابھرتے ہیں بلکہ جو دبانے والے اور ظلم کرنے والے ہیں وہ خود ختم ہوتے چلے جا رہے ہیں۔ حضرت مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی جو جماعت قادیان کے شدید مخالف رہے ہیں جو علماء ہند ہیں انہوں نے مرزا صاحب کے مشن کو ختم کرنے کے لئے فتویٰ کفر حاصل کیا لیکن یہ حیرت انگیز انکشاف آندھرا پردیش کے انچارج مولانا حمید الدین صاحب شمس نے میرے سامنے کیا جس سے ایسا محسوس ہوا کہ کسی نے مجھ پر سینکڑوں گھڑے پانی کے ڈال دئے ہیں کہ مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی کے نواسے جناب شیخ محمد سعید صاحب نے جماعت احمدیہ کو قبول کر لیا ہے اور انہوں نے احمدیہ مسلم مشن لنڈن ستمبر کے مہینے میں خود حاضر ہو کر اپنے خاندان کے حالات بتائے کہ جس جس نے جماعت احمدیہ کی مخالفت کی ان کا انجام اچھا نہیں ہوا مولانا شمس نے بتایا کہ جماعت احمدیہ کی سو سالہ تاریخ اس امر پر شاہد ناطق ہے کہ جس نے بھی اس جماعت کو نابود کرنے کی کوشش کی وہ خود صفحہ ہستی سے مٹا دیا گیا کیونکہ حضرت مرزا صاحب کے ساتھ خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ ہے کہ جو تجھے ذلیل کرنے کی کوشش کرے گا میں اسے ذلیل و رسوا کر دونگا کبھی نصرت نہیں ملتی در مولیٰ سے گندوں کو تجھے ... ہے یہاں مدوں کو

کتاب قادیانی مسلمان نہیں ہیں

چند دن قبل تعمیر ملت حیدر آباد کی طرف سے ایک کتاب میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موقع پر "قادیانی مسلمان نہیں ہیں" شائع کی گئی ہے اس کے دیباچہ میں کتاب کے لکھے جانے کی وجہ بتائی ہے جو ایک عرصہ سے ہم بتا رہے ہیں کہ قادیانیوں نے اس علاقہ میں اپنی سرگرمیاں بہت تیز کر دی ہیں۔ اور بعض ذی اثر افراد کو زیر اثر لا کر مسلمانوں کو جماعت میں داخل کرتے چلے جا رہے ہیں اس کتاب کے متعلق میں نے مولانا شمس سے دریافت کیا تو آپ نے بتایا کہ سینکڑوں نہیں ہزاروں کتابیں ہمارے خلاف شائع کی گئیں۔ مخالف علماء نے تقاریر اور مناظروں کے ذریعہ مخالفت کا بیڑا اٹھایا انجام کیا ہوا؟ مولانا محمد اسمٰعیل صاحب گٹی سے خاکسار رہا مناظرہ جس مقام پر ہوا آج وہاں حالت جا کر دیکھیں پہلے ایک گھر احمدی تھا آج اللہ کے فضل سے وہاں کئی اور گھروں نے احمدیت قبول کر لی ہے۔ بلکہ کنکور کا ملحقہ گاؤں احمدی ہو گیا ہے۔

عظیم الشان اسلامی نمائش

احمدیہ جوبلی ہال افضل گنج حیدر آباد آپ ہی کے شہر میں پہلی مرتبہ قرآن مجید کے متعدد زبانوں میں تراجم منتخبہ آیات و احادیث کے ۱۱۷ زبانوں میں ترجمے ۱۲۰ زبانوں میں اسلامی لٹریچر پیش کیا گیا ہے آپ اپنے دوستوں کے ہمراہ اس نمائش کو دیکھئے "درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے"
اسلامی خدمات کا خود ملاحظہ فرمایئے ہر روز صبح ۱۰ بجے سے مغرب تک تشریف لا سکتے ہیں (ادارہ)

(ہفت روزہ آندھرا جرنل ۱۷ر نومبر ۱۹۹۰ء)

واقفین نو کی فوٹوز کی بدر اور الفضل میں اشاعت

جملہ ان احباب جماعت بھارت کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ جنہوں نے اپنے بچوں کو وقف نو سکیم کے تحت وقف کیا ہوا ہے وہ اپنے بچوں کے پاسپورٹ سائیز دو عدد فوٹو بلیک اینڈ وائیٹ کھچوا کر دفتر تحریک جدید قادیان میں بھیج دیں۔ واقفین نو کی یہ تصاویر بدر میں شائع کرنی ہیں اسی طرح الفضل میں بھی شائع ہو رہی ہیں۔ فوٹو کی پشت پر بچے کا نام، ولدیت وقف نو نمبر اور پتہ ضرور درج کر دیں۔

(وکیل المال تحریک جدید)

اعلانات نکاح

۱۔ عزیزہ وحیدہ الماس صاحبہ بنت مکرم اکبر حسین صاحب سعید آباد حیدر آباد کا نکاح مکرم غلام احمد صاحب قریشی ایم اے ابن مکرم قریشی محمد عبد الرحمٰن صاحب آف گلبرگہ کے ساتھ مبلغ سات ہزار ایک صد اکاون روپے (RS 7151) حق مہر پر مکرم مولوی حمید الدین صاحب شمس مبلغ حیدر آباد نے پڑھا۔

خوشی کے اس موقع پر فریقین نے ۴۵/- روپے اعانت بدر اور ۴۵/- روپے شکرانہ فنڈ میں ادا کئے ہیں۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ احسن الجزاء

۲۔ عزیزہ ساجدہ پروین صاحبہ بنت مکرم محمد معین الدین صاحب آف چندہ پور کا نکاح مکرم محمد اخلاق احمد صاحب ابن مکرم محمد رفیع الدین احمد صاحب ظہیر آباد کے ساتھ مبلغ پانچ ہزار روپے (RS 5000/-) حق مہر پر مکرم محمد منصور احمد صاحب زعیم انصار اللہ حیدر آباد نے پڑھا۔

خوشی کے اس موقع پر فریقین نے ۲۵/- روپے اعانت بدر اور ۲۵/- روپے شکرانہ فنڈ میں ادا کئے ہیں۔ فجزاھم اللہ تعالیٰ خیرا

احباب ہر دو رشتوں کے بابرکت اور مثمر بہ ثمرات حسنہ ہونے کے لئے دعا کریں۔

ولادت

۱۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے مکرم ادریس احمد صاحب اسلم نائب ناظر دعوۃ و تبلیغ کے گھر مورخہ ۶ نومبر ۱۹۹۰ء کو دوسرا بیٹا تولد ہوا ہے۔ بچہ قبل از ولادت وقف نو کے تحت وقف ہے۔ سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت بچہ کا نام "اعزاز احمد" تجویز فرمایا ہے۔ نومولود محترم یونس احمد صاحب اسلم درویش مرحوم کا پوتا اور مکرم ڈاکٹر محمد عابد صاحب قریشی صدر جماعت احمدیہ شاہ جہانپور کا نواسہ ہے۔ بچہ کی والدہ محترمہ عابدہ نجم صاحبہ کی صحت و تندرستی و نومولود کی صحت و سلامتی و نیک صالح اور خادم دین بننے کے لئے دعا کی درخواست ہے۔ مکرم ادریس احمد صاحب اسلم نے اعانت بدر و صدقہ میں پچاس روپے ادا کئے ہیں فجزاھم اللہ۔

منیر احمد حافظ آبادی ناظر امور عامہ قادیان

۲۔ مکرم عبد السلام صاحب ٹاک صدر جماعت احمدیہ سری نگر تحریر فرماتے ہیں کہ مکرم ڈاکٹر فاروق احمد صاحب پڈر MRCP ناصر آبادی مقیم لندن کو اللہ تعالیٰ نے دوسری بیٹی سے نوازا ہے۔ پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بچی کا نام قبل از ولادت نبیلا تسنیم رکھا تھا۔ احباب کرام سے بچی کے نیک صالحہ۔ اور خادم دین ہونے کے ساتھ ساتھ فلاح دارین کی مورد ہونے کے لئے بھی دعا کی درخواست ہے۔ نیز بچی کے والدین کی صحت و سلامتی اور دینی و دنیاوی انعامات سے نوازے جانے کے لئے بھی دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔

منقولات

سعودی حکمرانوں کا خادم الحرمین شریفین کا دعویٰ کھوکھلا ثابت

آل انڈیا تبلیغ سیرت بمبئی ہندوستانی مسلمانوں کی طرف سے سعودی شاہی خاندان کی اس بزدلانہ حرکت پر افسوس کا اظہار کرتا ہے جس کے تحت وہ ناپاک امریکی فوجیوں کو اپنی بادشاہت کی حفاظت کے لئے ارض مقدس پر طلب کرتا ہے اور اس کے جواز کے لئے عراق کے امکانی حملے کا واویلا مچاتا ہے جبکہ عراق کے صدر صدام حسین نے بارہا عوام جلسوں میں یقین دلایا تھا کہ وہ سعودی عرب پر حملہ نہیں کریں گے۔

ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ درپیش صورت حال کو پڑوسی عرب اور مسلم ملکوں کے مابین صلاح و مشورہ کے بعد حل کیا جانا چاہیئے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ چالاک اور شاطر امریکیوں کو خطۂ خلیج سے باہر نکال دیا جائے۔

یہ بھی مانگ کرتے ہیں کہ سعودی حکمران اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل پر اس بات کے لئے دباؤ ڈالے کہ محصور غیر ملکی شہریوں اور لاکھوں عراقی مسلمان بھائیوں کے خلاف ظالمانہ غذائی اور طبی ناکہ بندی فوراً اٹھائی جائے۔

درپیش حالات میں ہم یہ محسوس کرتے ہیں کہ سعودی عرب کے حکمرانوں کا "خادم حرمین شریفین" کہلانے کا دعویٰ کھوکھلا ثابت ہوا ہے کیونکہ عالم اسلام کا اعتماد متزلزل ہو گیا ہے کیونکہ دولت مند ملک ہونے کے باوجود سعودی مملکت اپنے آپ کو اور ارض مقدس کو حتیٰ کہ جنگ سے چور عراق سے حفاظت کرنے کی اہل ثابت نہ ہوئی ایسی صورت میں لازم ہے کہ سعودی حکمران بلا تاخیر خادم الحرمین شریفین کے فریضہ پاک سے اپنے آپ کو دستبردار کریں اور تمام مسلم ملکوں کو مقامات مقدسہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کی سلامتی دیکھ بھال اور تعمیر و ترقی کے لئے اجتماعی ذمہ داریوں کے تحت کام کرنے کے لئے مدعو کریں۔

آل انڈیا تبلیغ سیرت عرفی

حیرت ہے کہ سعودی حکمران امریکی اسرائیل نوازی اور صیہونی سرپرستی کے بارے میں بخوبی واقف ہونے کے باوجود وہ امریکی فوجوں کو سرزمین حجاز پر اپنی حفاظت کے لئے تعینات کرتے ہیں۔ جبکہ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ فلسطین پر اسرائیلی حملے اور بیت المقدس پر غاصبانہ تسلط سو فیصد امریکہ کی شہ اور پشت پناہی پر ہی ہوئے۔ کیا بیت المقدس کے غاصبوں کو ارض مقدس کی حفاظت کے لئے بلایا گیا۔ سعودی فرمانرواؤں کا یہ فیصلہ انسانی تاریخ کا نہایت ہی احمقانہ فعل ہے۔ امریکی فوجوں کو ارض پاک سے بلا تاخیر بھگا کر سعودی حکمران اپنے فعل بد اور احمقانہ عمل کا تھوڑا بہت کفارہ ادا کر سکتے ہیں۔

میمورنڈم میں حکومت ہند کے غیر جانبدارانہ موقف کا شکریہ ادا کیا گیا ہے اور ساتھ ہی ساتھ اس بات کی درخواست بھی کی گئی ہے کہ حکومت خلیج میں درپیش صورت حال کو پرامن طور پر سیاسی سطح پر حل کرنے کے لئے اپنے اثر و رسوخ کے ساتھ مداخلت کرے تاکہ دھماکہ خیز ماحول میں امریکہ کو اس خطہ میں مہم جوئی کا موقع نہ مل سکے وزیر اعظم ہند سے استدعا کی گئی ہے کہ وہ ہندوستان کے کروڑوں سنی مسلمانوں کے احساسات کا خیال رکھتے ہوئے عراقی بھائیوں کے خلاف اقتصادی ناکہ بندی بالخصوص خوراک اور دوائیں بھیجے جانے پر عائد پابندی کو توڑنے کی سعی کریں گے۔ جاری کردہ

اردو نیوز نیچر چاندنی محل نئی دہلی ۲

(ہفت روزہ آندھرا جرنل ۷ نومبر ۹۰ء)

درخواست دعا

مکرم محمد اسماعیل صاحب سنگلی درویش قادیان کئی دنوں سے علیل ہیں امرتسر ہسپتال میں داخل ہیں دو تین خون کی بوتلیں بھی لگ چکی ہیں موصوف کی کامل شفایابی اور صحت و تندرستی کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ

ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۶ فتح ۱۳۶۹ ہش

جناب وزیرِ اعظم پاکستان کی رسمِ حلف برداری پر تبصرہ

پاکستان کے وزیرِ اعظم جناب نواز شریف نے وزارتِ عظمیٰ کا عہدہ سنبھالنے سے قبل جو حلف نامہ پڑھ کر سنایا اسے راقم الحروف نے بھی ٹیلیویژن پر دیکھا اور سنا۔ اس حلف نامہ کے شروع میں ہی جناب نواز شریف نے یہ الفاظ بھی پڑھ کر سنائے کہ :-

"میں محمد نواز شریف مسلمان ہوں اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین یقین کرتا ہوں۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔"

اِس حلفیہ بیان کا آخری جملہ "آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا" قابلِ تبصرہ ہے۔ کیونکہ یہ فقرہ قرآنِ کریم، احادیثِ نبوی اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے قول سے جہاں صریحاً متصادم ہے وہاں بانی دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی اور پاکستان کے حالیہ انتخابات میں غالب آنے والی پارٹی جو خود متعدد پارٹیوں کا مجموعہ ہے "اِسلامی جمہوری اتحاد" کے تمام علماء اور جیتنے والے ممبران اور جناب نواز شریف کے عقیدہ کے بالبداہت منافی ہے۔ تفصیل ملاحظہ فرمائیے :-

قرآن مجید اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : مَنْ یُّطِعِ اللّٰهَ وَ الرَّسُوْلَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَ الصِّدِّیْقِیْنَ وَ الشُّهَدَآءِ وَ الصّٰلِحِیْنَ (سورۃ النساء رکوع ۹) — ترجمہ :— جو لوگ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسُول کی اطاعت کریں گے وہ اُن لوگوں میں شامل ہوں گے جن پر اللہ نے انعام کیا ہے یعنی نبیوں، صدیقوں، شہداء اور صالحین میں —— اس آیت کریمہ میں آئندہ نبی، صدیق، شہید اور صالح بننے کے لئے اللہ تعالیٰ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو شرط قرار دیا گیا ہے۔

بعض نادان کہتے ہیں کہ یہاں "مَعَ" کا لفظ آیا ہے جس کے معنے ساتھ کے ہیں اور معنے یہ ہوں گے کہ اُمتِ محمدیہ میں کوئی نبی نہیں ہوگا بلکہ نبیوں کے ساتھ ہوگا۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مَعَ کا لفظ ان چاروں منعم علیہم گروہوں سے وابستہ ہے۔ اس صورت میں معنے یہ بنتے ہیں کہ اُمتِ محمدیہ میں کوئی شخص نبی، صدیق، شہید اور صالح بھی نہیں ہو سکتا، ان کے ساتھ ہوگا۔ یہ معنے خود مخالفینِ احمدیت کے عقائد کے بھی منافی ہیں لہٰذا باطل ہیں۔

"مَعَ" کے معنے مِنْ اور فِیْ کے بھی ہوتے ہیں جس کا مفہوم اگلے گروہ میں شامل کرنا ہوتا ہے۔ منطوقِ آیت کے مطابق یہی معنے یہاں ہو سکتے ہیں کہ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں یہ چاروں مقامات مل سکتے ہیں۔ لہٰذا اس نصِ صریح سے ثابت ہوگیا کہ "اُمتی نبی" کا آنا ختمِ نبوت کے منافی نہیں ہے۔

حدیثِ نبوی اپنے بیٹے صاحبزادہ ابراہیم علیہ السلام کی وفات پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے حق میں فرمایا : لَوْ عَاشَ اِبْرَاهِیْمُ لَكَانَ صِدِّیْقًا نَّبِیًّا (رواہ ابن ماجہ) یعنی اگر ابراہیم زندہ رہتا تو ضرور سچا نبی ہوتا۔ اگر کوئی نبی نہیں آنے والا تھا تو حضورؐ کو یہ فرمانا چاہیئے تھا کہ اگر ابراہیم زندہ بھی رہتا تو بھی نبی نہ ہوتا۔ پس اِس حدیث سے بھی بالبداہت ثابت ہوگیا کہ "اُمتی نبی" ضرور آسکتا ہے۔

حضرت عائشہ رضؓ اُم المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں : قُوْلُوْا اِنَّهٗ خَاتَمُ الْاَنْبِیَآءِ وَ لَا تَقُوْلُوْا لَا نَبِیَّ بَعْدَهٗ (دُرِّ منثور جلد ۵ صفحہ ۲۰۴) یعنی اے لوگو! یہ تو کہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیاء ہیں لیکن یہ نہ کہو کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

افسوس! کہ آج پاکستان کے وزیرِ اعظم اپنے حلفیہ بیان میں کہہ رہے ہیں کہ "آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا"۔

حضرت بانیٔ مدرسہ دیوبند حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتویؒ بانی مدرسہ دیوبند فرماتے ہیں کہ :- "اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلعم کوئی نبی پیدا ہو تو خاتمیتِ محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔" (تحذیر الناس)

پس جناب وزیرِ اعظم پاکستان کے حلفیہ بیان کا یہ فقرہ کہ :- "آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔" دیوبندی مسلک کے بھی سراسر منافی ہے۔

جمہوری اتحاد حالیہ انتخابات میں غالب آنے والی پارٹی "اسلامی جمہوری اتحاد" جو خود بھی متعدد پارٹیوں کا مجموعہ ہے مثلاً مسلم لیگ، شیعہ، سُنی، جماعتِ اسلامی، دیوبندی، بریلوی، جمعیۃ العلماء وغیرہ وغیرہ اور ان کے تمام کامیاب ہونے والے ممبران اور جناب صدرِ پاکستان اور جناب وزیرِ اعظم پاکستان ایک ایسے عظیم الشان نبی کی آمد کے قائل ہیں جن پر انجیل نازل ہوئی تھی۔ جو مستقل نبی ہیں۔ جن کا کلمہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ عِیْسٰی رُوْحُ اللّٰهِ بھی یہ لوگ پڑھا کرتے ہیں۔ اور پاکستانی حکمرانوں کے آقا عیسائی امریکہ اور باقی یورپین ممالک کے سربراہ انہیں خدا اور خدا کا بیٹا یقین کرتے ہیں۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی اللہ کی آمدِ ثانی کے قائل ہیں۔ گویا پاکستانی اِس ضرب المثل کے مصداق ہیں کہ اوّل تو مردہ بولے نہیں، بولے تو کفن ہی پھاڑ ڈالے۔ اوّل تو یہ لوگ "اُمتی نبی" کی آمد سے بدکتے ہیں اور دُوسری طرف ایک ایسے نبی کی آمد کے منتظر ہیں کہ جس کو عیسائی خدا مان رہے ہیں۔

دِل کا چور پاکستانی حکمرانوں کے دِل کا چور پکڑا گیا ہے کہ جب وزیرِ اعظم پاکستان کے حلف نامہ میں قرآن کریم کے پاکیزہ الفاظ "خاتم النبیین" موجود ہیں تو اس کے بعد "آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا" کا اضافہ کرنا بتاتا ہے کہ ان کو خاتم النبیین کے الفاظ سے تشفّی نہیں ہوتی۔ لہٰذا اپنی طرف سے اس میں ایک جملہ بڑھا کر یہودیانہ تحریف کی گئی ہے اور خاتم النبیین کو اس کے اصل مفہوم کے خلاف معنی پہنا کر ایک جملہ اپنی طرف سے بڑھا دیا گیا ہے۔ بہرحال کسی ملک کے وزیرِ اعظم کے حلفیہ بیان کو بہت بڑی اہمیت حاصل ہوتی ہے۔ لہٰذا ہمارا ہمدردانہ مشورہ ہے کہ قرآن کریم و احادیثِ نبویؐ کی نافرمانی کرتے ہوئے اور خود اپنے عقیدہ کے سراسر منافی جو یہ جملہ بڑھایا گیا ہے اسے حذف کر دیا جائے ورنہ پاکستان کے یہ حکمران خدا اور رسُولؐ کی توہین کرنے والے قرار پائیں گے ؎

جو نفرتوں کو ہوا دے رہے ہیں گلشن میں
مرے چمن کے وہ دشمن ہیں خیر خواہ نہیں

"رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے والے کی سزا موت"

حالیہ انتخابات میں "اسلامی جمہوری اتحاد" کے کامیاب ہونے کے معاً بعد پاکستان کی عدلیہ نے سب سے پہلا فیصلہ ٹی وی پر مندرجہ عنوان فیصلہ بڑی خوشی سے نشر کیا جس سے پتہ چلتا ہے کہ پاکستانی حکمرانوں کی عقلیں کس حد تک ماری گئی ہیں۔ جناب نواز شریف وزیرِ اعظم کو چاہیئے کہ ان کو سمجھائیں کہ :-

اے بھٹکے مانسو! سب سے مقدم تو اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ خدا کے رسُول کی توہین کا نمبر تو بعد میں آتا ہے۔ گر حفظِ مراتب نہ کنی زندیقی۔

آپ کے آقا امریکہ اور باقی یورپین اقوام جو عیسائی ہیں اور دُنیا پر چھائی ہوئی ہیں وہ ایک خدا کی بجائے تین خدا مانتی ہیں۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا اور خدا کا بیٹا یقین کرتی ہیں، کیا یہ اللہ تعالیٰ کی توہین نہیں کر رہی ہیں؟ پھر ان سب کی گردن پر چھری رکھنے کا فیصلہ تم نے کیوں نہیں کیا؟؟

اصل حقیقت یہ ہے کہ پاکستانی حکمرانوں کا مذکورہ عنوان فیصلہ خود اللہ تعالیٰ اور اس کے پاک رسُول صلی اللہ علیہ وسلم کی نافرمانی اور توہین کے مترادف ہے۔

رئیس المنافقین رسُولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں رئیس المنافقین عبداللہ بن اُبی بن سلول جو مسلمان کہلاتا تھا اس نے غزوۂ بنو مصطلق کے موقعہ پر مسلمانوں کو لڑوانے کے لئے کہا تھا کہ :- لَئِنْ رَّجَعْنَآ اِلَى الْمَدِیْنَةِ لَیُخْرِجَنَّ الْاَعَزُّ مِنْهَا الْاَذَلَّ ۔ (المنافقون رکوع ۱) یعنی وہ کہتے ہیں کہ اگر ہم مدینہ کی طرف لوٹ کر گئے تو جو مدینہ کا سب سے معزز آدمی ہے (یعنی عبداللہ بن اُبی بن سلول) وہ مدینہ کے سب سے ذلیل آدمی (یعنی نعوذ باللہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کو اس سے نکال دے گا۔

اب سوچیئے اور جاگیئے اور بتایئے! اس سے بڑھ کر خدا تعالیٰ کے پاک رسول کی توہین ہو سکتی ہے؟ جو ایک مُسلمان کہلانے والے بدقسمت نے کی تھی۔ جب یہ معاملہ رسُولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپؐ نے اس بدنصیب کی سزائے موت کے فیصلہ کو رد فرما دیا۔ اور پھر اس واقعہ کو قرآن کریم میں ریکارڈ کیا گیا اور قرآن کریم نے بھی اس بد باطن کو سزائے موت نہ دی۔

آج چودہ سو سال کے بعد پاکستانی حکمران پیدا ہو گئے ہیں جو اپنے پیشرو آنجہانی ضیاء الحق کی طرح اسلام کے واحد ٹھیکیدار ہونے کا دعویٰ بھی کر رہے ہیں۔ اور قرآن کریم اور اُسوۂ نبویؐ کی سراسر نافرمانی کرتے ہوئے توہینِ رسالت کی سزا موت کا فیصلہ کر رہے ہیں ؎

نام اسلام کا ہے کفر کے ہیں کام تمام
اس پہ پھر ایسی رعونت ہے کہ جاتی ہی نہیں (کلامِ محمودؓ)

تاریخی ثبوت بدنام زمانہ سلمان رُشدی کی شیطانی کتاب میں بزرگان کی توہین کی گئی۔ تمام دُنیا کے مسلمانوں نے اِس کے خلاف احتجاج کیا اور اس پر پابندی لگانے اور اس کے ترجمے شائع کرنے کے خلاف جماعتِ احمدیہ نے بھی بڑا پُر زور احتجاج کیا لیکن ایران کے سربراہ جناب خمینی نے سلمان رُشدی کی موت کا فتویٰ جاری کر دیا۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ جناب خمینی صاحب کی وفات کے بعد حکومتِ ایران نے یہ فتویٰ خود ہی واپس لے لیا۔ لیکن پاکستانی حکمرانوں نے اس تاریخی حقیقت سے بھی کوئی فائدہ نہیں اُٹھایا۔ اور مخبوط الحواس ہو کر توہینِ رسالت کی سزا موت کا فتویٰ داغ دیا جو سراسر عقلِ انسانی اور قرآن و حدیث کی نافرمانی اور توہین کے مترادف ہے۔

عمل و کردار پاکستانی حکمرانوں کا عمل و کردار یہ ہے کہ بدنام زمانہ ضیاء الحق کے آرڈیننس کو لیکر تبلیغی اسلام کی علمبردار جماعت احمدیہ کی مخالفت کی آڑ میں کلمہ طیبہ کو مٹایا گیا۔ قرآن کریم جلائے گئے۔ اذان دینے پر پابندی لگائی گئی۔ مساجد گرائی گئیں۔ اِسلامی شعار کو اختیار کرنے کو قابلِ سزا جرم قرار دیا گیا۔ کتنے احمدیوں کو کلمہ طیبہ کی حفاظت کے جُرم میں جیلوں میں بند کیا گیا۔ اور کتنے احمدیوں کو شہید کیا گیا اور سعودی عرب

کی خاندانی حکومت سے مل کر احمدیوں کے حج بیت اللہ ادا کرنے پر بھی پابندی لگائی گئی۔

جب سے حج بیت اللہ فریضہ ادا کرنے کے لئے احمدیوں پر پابندی لگائی گئی اُسی وقت سے حج بیت اللہ ادا کرنے کے موقعہ پر ہزار ہا حاجی یا آتشزدگی کر مرجاتے ہیں یا باہمی لڑائی جھگڑے میں ہلاک ہوجاتے ہیں یا بجلی کا کرنٹ لگنے سے اکڑ جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بار بار یہ وارننگ تھی لیکن نہ پاکستانی حکمران اسے سمجھ سکے نہ سعودی عرب کی خاندانی حکومت ــــ اب اچانک اس کا بھیانک نتیجہ سامنے آگیا ہے کہ سعودی عرب کے حکمرانوں اور پاکستانی حکمرانوں کی ملی بھگت سے کویت کو بہانہ بنا کر اسلام کے بدترین دشمن امریکہ کی اکثر فوجیں ارضِ حجاز میں اتر آئی ہیں۔ اور ان لوگوں کی بدکرداری نے جہاں ایک طرف مقاماتِ مقدسہ کو خطرے میں ڈال دیا ہے وہاں مشرقِ وسطیٰ کے تمام مسلمانوں کو تباہی کے دہانہ پر کھڑا کر دیا ہے۔ ہماری دُعائیں ہیں اور ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ ابرہہ کی طرح امریکہ کو بھی ناکام کر دے گا۔ لیکن ان لوگوں نے اسلام سے جو غداری کی ہے اسے اسلامی تاریخ کبھی معاف نہیں کرے گی۔ بس یہ ہے ان حکمرانوں کی اسلام سے غداری اور یہ ہیں اس کے نتائج جو اُن کی پیشانیوں سے پڑھے جا رہے ہیں ؎

پڑھنا ہے تو انسان کے پڑھنے کا ہنر سیکھ ؎ ہر چہرے پہ لکھا ہے کتابوں سے زیادہ

آخری گذارش آج کے پاکستانی حکمران اسلام کے واحد ٹھیکیدار خود کو سمجھتے ہیں۔ ٹی وی پر قرآن اور سنت کو ڈھنڈورا بھی بڑے زور سے آجکل پیش کیا جا رہا ہے۔ لیکن حالت یہ ہے کہ پاکستان کے تمام وزرائے اعلیٰ اور تمام گورنر جن کے سرفہرست جناب صدر پاکستان اور جناب وزیر اعظم پاکستان ہیں سب کے سب ڈاڑھیاں منڈواتے ہیں۔ باقی وزراء کے منہ پر بھی شاذ و نادر کے طور پر کسی کے منہ پر ڈاڑھی ہوگی۔ خدارا کچھ تو سوچیں جو سربراہ چند بال ڈاڑھی کے منہ پر رکھ کر سنتِ نبویؐ کا احترام کرنے کو تیار نہیں اُن کے اسلام، اسلام، کے کھوکھلے نعرے کونسا اچھا انقلاب برپا کر سکتے ہیں۔ اور جس قوم کے سربراہوں کی یہ حالت ہو اُن کے عوام کس قماش کے ہوں گے۔ ہمارا ہمدردانہ مشورہ یہ ہے کہ اب بھی وقت ہے پاکستان کے حکمران منہ پر ڈاڑھیاں رکھ کر اسلام پسندی اور اُسوۂ نبویؐ کو اختیار کرکے ایک اچھی مثال قائم کرسکتے ہیں ؎

هم اپنا فرض دوستو! اب کر چکے ادا
اب بھی اگر نہ سمجھو تو سمجھائے گا خدا (دُرِّثمین)

عبدالحق فضل

اَسْلِمْ تَسْلَمْ

ارشادِ نبویؐ — اسلام لا، تو ہر خرابی، بُرائی اور نقصان سے محفوظ رہے گا!

مُحتاجِ دُعا۔ یکے از ارکین جماعتِ احمدیہ بمبئی (مہاراشٹر)

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز

الرّحیم جیولرز

پروپرائیٹر:- سید شوکت علی اینڈ سنز—!!

—: (پتہ) :—

خورشید کلاتھ مارکیٹ حیدری - نارتھ ناظم آباد - کراچی - فون: ۶۲۹۴۴۳

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ

پیشکش

پاک پولیمرز۔ کلکتہ ۔ ۷۰۰۰۴۶

ٹیلیفون نمبرز:- ۵۲۰۶ - ۵۱۳۷ - ۲۸ - ۴۰۲۸ - ۲۳

YUBA

QUALITY FOOT WEAR

آٹوٹریڈرز

۱۶ مینگو لین - کلکتہ - ۷۰۰۰۰۱

AUTOTRADERS,

16-MANGOE LANE

CALCUTTA - 700001

"AUTOCENTRE" تار کا پتہ

ہر قسم کی گاڑیوں، پٹرول اور ڈیزل کار - ٹرک - بس - جیپ اور ماروتی کے اصلی پُرزہ جات کے لئے ہماری خدمات حاصل کریں!

ٹیلیفون نمبرز:- 28-5222 — اور — 28-1652

"ہماری اعلیٰ لذّات ہمارے خدا میں ہیں!"

(کشتی نوح)

NIR®

CALCUTTA-15.

پیش کرتے ہیں:- آرام دہ، مضبوط اور دیدہ زیب، ربر شیٹ، ہوائی چپل نیز ربڑ، پلاسٹک اور کینوس کے جوتے—!!

ہفت روزہ بدر قادیان مورخہ ۶ دسمبر ۱۹۹۰ء رجسٹرڈ نمبر ڈی/جی ڈی پی — ۲۳